تقلید اور عمل بالحدیث

123

مصنفہ

نواب محسن الملک مولوی سید مہدیعلیخان بہادر

جو

تہذیب الاخلاق ۱۲۸۸ھ ہجری مین چھاپا گیا تھا

اور

INDIAN COUNCIL FOR CULTURAL RELATIONS LIBRARY
Acc. No. 6309
Date.....

مطبع مفید عام آگرہ مین باہتمام محمد قادر علیخان صوفی کی چھپا

سنہ ۱۳۱۱ ہجری مطابق سنہ ۱۸۹۳ع

تیسرے - ان چارون مذہب کی پابندی کامل طرح سے کب ہوئی -

چوتھے - ان چارون مذہبون مین اختلاف ہونے کا باعث -

پانچوین - اجتہاد اور عمل بالحدیث مین کیا فرق ہے -

چھٹے - تقلید اور عمل بالحدیث پر مقلد اور غیر مقلد کا مباحثہ -

ساتوین - قول فیصل بنسبت تقلید اور عمل بالحدیث کے -

مذہب اربعہ کے جاری ہونیسے پہلے زمانے کا حال

پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کے عہد کرامت مہد مین سوائے قرآن مجید کے مسائل شریعت اور احادیث اور احکام کے جمع کرنے کا کسی کتاب یا نسخے مین رواج نہ تھا پس اوس وقت مین کسی نے کوئی حدیث کی کتاب لکھی نہ فقہی مسائل یا شرعی احکام کو کسی صحابی نے جمع کیا کسی علم کے اصول و قواعد اوس وقت مقرر ہوے اوس زمانے مین عمل کی یہ صورت تھی کہ اصحاب نبوی جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتا ہوا دیکھتے ویسا ہی خود کرتے اور ارکان اور آداب اور تدقیقات فقہی پر کچھہ توجہ نہ کرتے اور اونکی تعلیم کی یہہ کیفیت تھی کہ جو کچھہ سرور کائنات علیہ التحیات و الصلوات فرماتے یا کسی معاملے مین فتوی یا کسی سوال کا جواب دیتے تو اوسے حضرت کے اصحاب سُنتے اور یاد رکھتے اور چونکہ آنحضرت عادات اور مباحات اور سنن عبادات مین اکثر ایک ہی امر کے پابند نہ رہتے اور مثل فرائض کے اونکا التزام نہ رکھتے اور نیز ہر وقت اور ہر حال مین سب اصحاب بھی خدمت مین برابر حاضر نہ رہتے اِس لیے جسنے جو حضرت کو کرتے ہوے دیکھا اُسے یاد کیا

L7074

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقلید اور عمل بالحدیث

تھوڑے دن ہوے کہ مین نے اپنے مذہب کے ایک بڑے محقق کے کلام سے اخذ کرکے ایک مضمون دین مین تحریف ہونے کا لکھا تہا اور وہ ایک پرچے مین تہذیب الاخلاق کے چھپا ہے اوس مین جہان ذکر تقلید کا تہا وہان مین نے وعدہ کیا تہا کہ اسکو آیندہ تبہ تفصیل لکھونگا چنانچہ اب اوسکو لکھتا ہون ۔

اس مضمون مین سات تذکرے ہین

اول ۔ مذاہب اربعہ کے جاری ہونے سے پہلے زمانے کا حال ہے ۔

دوسرے ۔ مذاہب اربعہ کی بنیاد پڑنے کا زمانہ اور اوسکا سبب ۔

اور اُنھین سے احادیث نبوی اور مسائل شرعی کو سیکھا اور چونکہ اکثر اصحاب نبوی فقیہ تھے اور نامی گرامی اصحاب بھی بڑے بڑے شہرون مین موجود تھے اور ضروری مسائل بھی اُنکو یاد تھے اور جھگڑے قصے کی باتین بھی اُس وقت تک شروع نہ تھین اور نئی نئی تدقیقات اور جدید جدید مصطلحات کا بھی رواج نہوا تھا اور علم بھی الفاظ غریبہ کی دقت اور اصطلاحات عجیبہ کی وحشت سے پاک تھا اور فقیہہ ہونا بھی دلائل منطقی کے جاننے اور اصول فلسفی سے واقف ہونے پر منحصر نہ تھا اس لیے اُس زمانے کے سیدھے سادھے پاک اور نیک لوگون کی روزمرہ کی کارروائی اور حاجت براری کے لیے ہر شہر مین ایک عالم موجود تھا اور بسبب نہ رائج ہونے مناظرہ اور مجادلہ اور کلام کے کوئی کسی پر کسی طرح کا الزام بھی نہ دیتا تھا اور بسبب صفائی طینت اور پاکی نفس کے فضیلت اور تفقہ کا بھی اظہار کسی کو منظور نہ تھا اس لیے تابعین مین سے جو لوگ عوام تھے وہ وقت پیش آنے ضرورت کے اپنے شہر کے نامی مشہور صحابی سے مسئلے پوچھ لیا کرتے اور جو کچھ وہ کہہ دیتے اُسپر عمل کرتے اور جو لوگ علم دین کے شائق تھے وہ اُنھین سے علم دین کو تحصیل اور مسائل شریعت کی تحقیق کرتے پس جبکہ صحابہ کا زمانہ نہ رہا تو وہی لوگ اپنے اپنے شہر کے عالم اور محدث ہو گیے اور وہی مفتی اور فقیہہ مشہور ہوے۔

بعد تابعین کے جو زمانہ تبع تابعین کا آیا اُنھون بھی اسی طور سے اپنے اپنے شہر کے مشہور اور نامی فقیہہ سے جو تابعین مین سے تعلیم پائی اور فقہ حدیث کو سیکھا پس اُس وقت مین ہر شہر کا ایک علیحدہ امام اور ہر مقام کا ایک خاص عالم اور فقیہہ تھا جو لوگ اُسکی باتون کو

یا جو کچھہ ارشاد فرماتے سُنا اُسکی کوئی وجہ اور علت اپنے نزدیک سمجھہ لی اور صرف اطمینان قلبی پر نہ استدلال کے طریقون پر بہرہ سہ کرکے اُسے ذہن نشین کیا پس جو شخص صحابہ مین سے اُن باتون کے یاد رکھنے اور اوسپر غور کرنے کا زیادہ شائق تہا وہی اُن مین زیادہ فقیہہ ہوا یا جسنے پیغمبر خدا کی صحبت مین رہ کر ان باتون کی زیادہ تعلیم پائی وہ بنسبت اَورون کے زیادہ واقف ہوا،

جب آنحضرت کا زمانہ گذرا اور اصحاب کا زمانہ آیا تب اُنہون نے اپنی دیکہی سُنی ہوئی باتون پر خود عمل کیا اور اگر کوئی بات جدید پیش آئی تو اَورون سے پوچہہ لیا اگر کسی بات مین کوئی حکم صریح کتاب وسنت سے نہ ملا تو منصوصات کتاب وسنت پر غور کیا اور اوسکی علت کو دریافت کرکے اُسی پر پیش آئے ہوے معاملے کو قیاس کیا اور اگر کوئی مسئلہ مشکل ہوا تو اپنے آپس مین صلاح ومشورہ کرکے اُسکو طے کرلیا،

صحابہ کے زمانے مین جو لوگ نیے پیدا ہوے یا نیے ایمان لاے اُنہون نے صحابہ سے اُسی طور پر علم دین حاصل کیا جس طرح پر صحابہ نے آنحضرت سے سیکہا تہا یعنی جسنے جس صحابی کو پایا اور اوسے فقیہہ جانا اُس سے مسائل شریعت کو اخذ کیا اور احادیث نبوی کو سیکہا اور چونکہ بعد آنحضرت کے صحابہ دور دور ملکون مین پہیل گیے تہے اور بجاے ایک شہر کے یا مدینے کے صدہا کوس کے فاصلے پر چلے گیے تہے اور ایک دوسرے سے جدا ہوکر منتشر اور متفرق شہرون مین جا بسے تہے اِس لیے اُس زمانے کے لوگون نے اپنے ہی شہر اور اپنے ہی ملک بلکہ اپنے ہی محلے کے رہنیوالے صحابی سے امور دینی کی تحقیق کی

فقیہہ اور صاحب مذہب سعید بن مسیب اور سالم بن عبداللہ بن عمر تھے اور بعد اُن کے
زہری اور قاضی یحیی بن سعید اور ربیعہ بن عبدالرحمن ہوے اور مکے مین عطا ابی رباح
اور کوفے مین ابراہیم نخعی اور شعبی اور بصرے مین حسن بصری اور یمن مین طاؤس بن کیسان
اور شام مین مکحول امام اور مجتہد تھے یہہ صورت دوسری صدی کے اوسط تک یعنی سنہ ۱۴۳ھ
تک قائم رہی اور لوگون نے مسائل شریعت مین کسی شخص معین کی کامل پابندی نکی مگر
بعد اُسکے وہ زمانہ شروع ہوا جس مین ان مذہب اربعہ کی بنیاد پڑی اور جس سے مذہب کے
وہ اصطلاحی معنے قرار پاے جسے مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے اپنی† بعض تالیفات
مین لکھا ہے کہ مذہب نام راہیست کہ بعض امتیان در فہم شریعت گشادہ شود و بعقل خود چند
قاعدہ قرار دہد کہ موافق آن قواعد استنباط مسائل شرعیہ از ماخذ آن نماید۔

مذاہب اربعہ کی بنیاد پڑنیکا زمانہ اور اوسکے رائج ہونیکا سبب

تبع تابعین کے زمانے مین حدیث و فقہ کی تعلیم و تعلم کی صورت تو وہی تھی جو تابعین
کی تھی لیکن اُسوقت مین بسبب کثرت مسلمانون کے اور شروع ہونے جھگڑے اور فساد کے
اور جاہل ہوجانے خلفاے وقت کے اور شائع ہونے جھوٹھ اور افترا کے اور واقع ہونے
اختلاف کے خدا نے لوگون کو مسائل کے جمع کرنے اور اصول و قواعد کے منضبط
کرنے اور ارکان اور آداب عبادات کی تشریح کرنے اور اجتہاد اور استنباط اور استخراج کے
قاعدے ترتیب دینے پر راغب کیا اور اُسوقت کے نیک اور پاک لوگون کو حدیث اور فقہ
کی تدوین کا شوق دیا چنانچہ دوسری صدی کے اوسط سے جس شہر مین جو نامی فقیہ

† تحفہ اثنا عشریہ۔

مانتے یا اُس کے فتووں پر عمل کرتے یا اُسکی سند سے احادیث کو روایت
کرتے وہ اُسکی طرف منسوب ہوتے اور اُس عالم کے مذہب پر چلنے والے کہلاتے
تابعین کے وقت تک مذہب سے صرف لغوی معنی مراد لیے جاتے تھے نہ اصطلاحی
معنی جو آج کل لوگوں کے ذہنوں میں ہیں اُسکی تخصیص بھی کسی خاص فرقے اور گروہ پر نہ تھی
بلکہ ہر شخص پر موافق اُسکی رائے اور طریقے کے اس لفظ کا اطلاق ہوتا تھا چنانچہ مذہب
فلاں ہکذا بجائے قولہ یا عملہ ہکذا کے بولا جاتا اور جو عالم نامی گرامی ہوتا وہ فقیہہ اور امام
کہلایا جاتا باین اعتبار اُسوقت میں مذہب بھی بہت سے تھے اور امام صاحب مذہب بھی
بہت سے اُسوقت کے مذہبوں اور امامون کا حال بعینہ اپنے زمانہ کے مولویون اور
اُنکے عقائد اور اعمال کے حال پر قیاس کرنا چاہیئے کہ جو جس شہر میں مشہور مولوی ہے
اُسی سے لوگ استفتا کرتے ہیں اُسی سے علم سیکھتے ہیں اُسکی باتون پر عمل کرتے ہیں
اور اوسی کے فتووں پر چلتے ہیں اور جس طرح پر آج کل ایک ملک کے لوگ ایک ہی شہر کے
مولوی یا ایک ہی عالم کے پابند نہیں ہیں بلکہ اپنے اپنے شہر کے مولویون کی راہ پر چلتے
ہیں اسیطرح پر اُس زمانے میں تمام عرب و عجم کے لوگ کسی ایک یا چند معین فقیہون کے
پابند نہ تھے بلکہ ہر شہر کے آدمی اپنے اپنے فقیہہ اور مفتی اور محدث کے قول پر عمل
کرتے اور اوس سے فتوی لیتے اور علم سیکھتے غرض کہ جس طرح پر آج کل لکھنو کے
مولوی الگ ہیں اور دہلی کے علیحدہ اور جونپور کے جُدے اسیطرح اُسوقت بھی مکہ اور
مدینہ اور بصرہ اور کوفہ کے فقیہون کی صورت تھی چنانچہ اُس زمانے میں مدینہ منورہ کے

عراق اور خراسان اور ماوراء النہر مین پہیل گیا۔

حنفی مذہب کے بعد بنیاد مالکی مذہب کی پڑی کہ امام مالک حدیث اور فقہ اور زہد اور پرہیزگاری مین بڑے مشہور تھے اور اُنکو احادیث نبوی بہت سی یاد تھین اور وہ اُسکے ضعف اور قوت سے بھی بخوبی واقف تھے چنانچہ اُنھون نے نہایت عمدہ اور صحیح اور جامع کتاب حدیث کی لکھی جسکا نام موطا ہے اُسکی قبولیت اعلیٰ درجے پر پہونچی اور ہزارون آدمیون نے اُس وقت سے اُسکی سند امام مالک سے حاصل کی پس امام مالک کی اُس کتاب کی برکت سے ایسا فائدہ لوگون نے پایا کہ جسکا کچھہ بیان نہین ہوسکتا پس جہان جہان اُنکے اصحاب اور شاگرد پہونچے اور اونکی کتاب کو لوگون نے دیکھا اُنکے مذہب پر عمل کرنا شروع کیا پھر تو اُنکے بعد اونکے شاگردون نے اُنکے مذہب کے اصول اور دلائل کو ترتیب دیا اور اُنکی کتاب کے خلاصے کیے اور اُنکے کلام اور فتوون کی شرح کی یہان تک کہ آخر اُنکا بھی ایک جدا مذہب قرار پایا اور نواح مغرب کی طرف جہان اُنکے تلامذہ زیادہ ہوے مالکی مذہب پہیل گیا۔

اِن دونون مذہبون کی بنیاد پڑچکی تھی کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوے اُنھون نے دونون مذہب کے اصول و فروع کو دیکھہ کر اور اُنکے کلیات و جزئیات پر نظر کرکے اُن باتون کو جو اُن مذہبون مین ناقص تھین پورا کیا اور نئی طرز سے اصول اور قواعد کو ترتیب دیا۔

امام شافعی نے سب سے اول ایک کتاب اصول کی تالیف کی اور اُس مین

اور عالم تھا اُس مین بعض بعض نے حدیث کی تالیف پر اور فقہ کی تدوین پر کمر باندہی اور مسائل کا جمع کرنا شروع کیا چنانچہ مکے مین ابن جریج اور ابن عیینہ نے اور مدینے مین امام مالک اور محمد بن عبدالرحمن ابن ابی ذہب نے اور کوفے مین ثوری نے اور بصرے مین ربیع ابن صبیح نے اول اول حدیث مین تالیف اور امام ابوحنیفہ اور امام مالک وغیرہ نے فقہ کی تدوین شروع کی۔

سب سے پہلے حنفی مذہب کی بنیاد پڑی اس لیے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ علیہ کو خدا نے اجتہاد اور استنباط مسائل اور استخراج فروعات کی ایک خاص قسم کی استعداد دی تھی اور وہ زہد اور ورع مین بھی کامل تھے پس اُنھون نے اپنے شہر کے امام وفقیہہ ابراہیم نخعی کی احادیث اور اقوال اور روایات پر اپنے مذہب کی بنا قائم کی اور اُنھین کے اصول پر استخراج کرنا جزئیات مسائل کا شروع کیا چنانچہ یہہ امر بخوبی اُس شخص پر ظاہر ہے جس نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الآثار اور جامع عبدالرزاق اور مصنف ابی بکر ابن شیبہ کو دیکھا ہے اور پھر ابراہیم نخعی کے اقوال کو امام ابوحنیفہ کے مذہب سے ملایا ہے۔

غرض کہ جب امام ابوحنیفہ نے اس طور پر فقہ کی تدوین شروع کی تب لوگون نے اُنکی طرف رغبت کی اور اُنکے اصول وفروع کو پسند کر کے اُسے سیکھا اور فقہاے کوفہ نے اُنکے اجتہاد کو قبول اور اُنکے استخراجی مسائل پر عمل کیا اور جب قاضی ابویوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما سے دو شاگرد اُنکے ہو گیئے تب پہلے شاگرد کی امارت اور قضا کے سبب سے اور دوسرے شاگرد کے علم اور تالیف کی برکت سے امام کا مذہب سارے

بزرگون سے فقہ کو حاصل کیا اور جن کے اقوال پر اپنے مذہب کی بنا قائم کی اُن کو
اُسوقت تک بعض احادیث صحیحہ نہین پہونچین اور اُنکو بسبب نہ معلوم ہونے اُن احادیث کے
جنسے مسائل بتصریح نکلتے تہے قیاس سے کام لینا پڑا پس جبکہ امام شافعی نے دیکھا کہ
بعض احادیث صحیحہ پر عمل کرنا پچھلے مذہبون مین بمجبوری رہ گیا ہے تو امام شافعی نے اس
امر کو صاف بیان کیا کہ وقت مل جانے حدیث صحیح کے قیاس کو چھوڑ دینا اور حدیث صحیح
پر عمل کرنا ضرور ہے اور اُنہون نے ثابت کیا کہ یہی طریقہ صحابہ اور تابعین کا تہا کہ وے
ہمیشہ احادیث کی جستجو کرتے جب کوئی حدیث نکلتی تب استدلال اور قیاس سے کام لیتے
اور اگر پیچھے اونکو حدیث پہونچ جاتی تو اُسی وقت قیاس کو چھوڑ دیتے اور عمل بالحدیث
کرنے لگتے۔

اس بات سے کہ امام ابو حنیفہ یا امام مالک وغیرہ کو سب احادیث پر اطلاع نہین ہوئی درحقیقت
اُنکی ہاکی اور بزرگی اور علم مین کچھ الزام نہین آتا اس لیے کہ اُسوقت تک وہ مادہ احادیث کا
نہ تہا جو پیچھے کرکے امام شافعی کو ملا اور اُسکا عذر علماے محققین حنفیہ نے خود کیا ہے
چنانچہ امام شعراوی لکھتے ہین کہ ان عذر ابی حنیفۃ فی کثرۃ القیاس عدم بلوغ الاحادیث
الصحیحۃ الیہ فی زمنہ یعنی امام ابو حنیفہ کا عذر کثرت قیاس مین یہ ہے کہ سب احادیث
صحیحہ اُنکو اُنکے وقت مین نہ پہونچین تہین اور علامہ احمد بن عبد السلام اپنی کتاب رفع الملام
عن الائمہ الاعلام مین لکھتے ہین کہ بہت سی حدیثین ایسی ہین جو کہ خود خلفای اربعہ رضی اللہ
تعالی عنہم کو نہین پہونچین اور علاوہ اُنکے اَور اصحاب اُنسے واقف ہوے پس اگر بعد

احادیث مختلف کے جمع کرنے کے قاعدے مرتب کیے اور احادیث مرسل و منقطع پر استناد کرنیکا بغیر پائے جانے اُسکی شرائط کے التزام ترک کیا چنانچہ جو کچھ اُنھون نے حنفی اور مالکی مذہب سے اختلاف کیا اکثر ان باتون مین تہا۔

اول ۔ احادیث مرسل اور منقطع پر استناد نہ کرنا۔ امام شافعی نے حنفی اور مالکی مذہب والون کو بعض احادیث مرسل اور منقطع پر استناد کرتے ہوے دیکھکر یہہ اصول قائم کیا کہ ایسی احادیث پر جبتک اُسکی شرائط پائی نہ جاوین سند نہ کی جاوے اس لیے کہ طرق حدیث کے جمع کرنے سے بخوبی ظاہر ہوا کہ بعض احادیث مرسل محض بے اصل ہین اور بعض مسند کے مخالف ہین۔

دوسرے احادیث مختلفہ کے جمع کرنے کے اصول قائم کرنا۔ امام شافعی سے پہلے احادیث کی وہ کثرت نتھی جو اُنکے زمانے مین ہوئی اس لیے کہ ہر شہر کے رہنے والے اپنے ہی شہر کے عالمون اور امامون سے احادیث کو اخذ کرتے اور اُسی کو روایت کرتے مگر جب اس علم کی تدوین شروع ہوئی اور لوگون نے ایک شہر کے دوسرے شہر مین جاکر احادیث کو سیکھا اور متفرق متفرق لوگون کو جو کچھہ حدیثین یاد تھین اُن سے سُنا تو احادیث کی کثرت ہو گئی اور پھر اُن مین اختلاف بھی معلوم ہوا تو ضرور ہوا کہ اُس اختلاف کے رفع کرنے اور احادیث مختلفہ کے جمع کرنے کے قاعدے مقرر کیے جاوین چنانچہ اسی واسطے امام شافعی نے ایک اصول کی کتاب تالیف کی۔

تیسرے احادیث صحیحہ کے ترک کرنے سے پرہیز کرنا۔ پچھلے لوگون نے جن جن

چوتھے اقوال صحابہ پر بوجہ مخالفت حدیث کے استدلال نکرنا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے وقت مین صحابہ کے اقوال بہی لوگون نے جمع کر لیے تہے اور وہ باہم مختلف تہے اور بعض بعض احادیث صحیح کے مخالف تہے اس لیے امام شافعی نے اُنکے اقوال پر بعد پانے حدیث صحیح کے استدلال کرنے کو ترک کیا اور صاف کہہ دیا کہ ھم رجال ونحن رجال کہ وہ بہی آدمی تہے اور ہم بہی آدمی ہین اُنسے غلطی ہو سکتی تہی پس بعد پانے حدیث کے اُنکے اجتہاد پر عمل کرنا ضرور نہین بلکہ اوسکا ترک کرنا اور حدیث پر عمل کرنا ضرور اور لازم ہے کما قال شارح سفر السعادۃ ابو حنیفہ تقلید صحابی را در انچہ صحابی باختیار خود گوید واجب داند و شافعی گوید ھم رجال ونحن رجال ما و ایشان در اجتہاد برابریم و ہمہ مجتہدانیم مجتہد را تقلید مجتہد دیگر نرسد۔

پانچوین راے اور قیاس مین تمیز کرنا امام شافعی کے وقت مین اکثر لوگ ایسے تہے جو اجتہاد مین راے کو دخل دیتے اور اُسی کو وہ قیاس سمجہتے جو شرعًا جائز ہے حالانکہ قیاس جو شرعًا جائز ہے اور جو صحابہ اور تابعین مین جاری تھا وہ صرف یہہ ہے کہ کسی حکم منصوص سے اُسکی علت نکالنا اور جس مین وہ علت پائی جاوے اُسپر اُسی حکم کو قائم کرنا مثلاً خدا کی کتاب مین شراب کی حرمت مذکور ہے نہ کسی اور مسکرات کی تو حرمت شراب کی حکم منصوص ہے اور سُکر اُسکی حرمت کی علت + ہے پس جس چیز مین وہ علت پائی جاوے یعنی سُکر اُسپر حرمت کا حکم قائم کرنا حقیقت مین قیاس ہے اور راے یہہ ہے کہ کسی تراشی ہوئی بات کو اصول مین قائم

+ مگر ضرور ہے کہ اس علت کا علت ہونا بہی نص سے ثابت ہوا ہو نہ کسی انسان کی عقل سے۔

اُنکے کسی امام کو احادیث صحیحہ پر اطلاع نہین ہوئی تو کچھہ جاے تعجب نہین اور اس مضمون کو
لکھکر علامہ موصوف لکھتے ہین کہ فمن اعتقد ان کل حدیث صحیح قد بلغ کل واحد
من الائمۃ اوامامًا معینًا فھو مخطی خطاءً فاحشًا قبیحًا یعنی جسنے یہہ اعتقاد کیا
کہ ساری صحیح حدیثین ہر ایک امام کو پہونچ گئین یا کوئی خاص امام اُن سب سے مطلع ہوا تو ایسا
اعتقاد کرنیوالا کھلی ہوئی نہایت قبیح خطا پر ہے اور یہہ بھی وہ لکھتے ہین کہ اگر کوئی کہے کہ
کیونکر سب احادیث نبوی پر اطلاع نہین ہوسکتی تھی جب کہ احادیث کی تدوین ہوچکی تھی
تو یہہ بھی بڑی غلطی ہے لان ھذہ الدواوین المشھورۃ فی السنن انما جمعت بعد
انقراض الائمۃ المتبوعین اس لیے کہ یہ کتابین مشہور بعد گذرنے اُن امامون کے مدون
ہوئی ہین جن کی لوگ تقلید کرتے ہین اور یہہ کہہ دینا مقلدین کا کہ ہر مسئلہ مین ہمارے امام کے
پاس ایک حدیث تھی اور ایک خاص دلیل وان لم نعرفہ ونعتقدہ یعنی گو ہم اُس کو
نہین جانتے حقیقت مین ایسا جواب ہے جس کو سفسطہ محض اور جہالت قبیح کے سوا
کچھہ نہین کہہ سکتے۔

اور مقدمہ منہج کے باب تبری الائمۃ من اقوالہم اذا خالف الشریعۃ مین امام شعرانی نے
صاف لکھہ دیا ہے کہ لو عاش ابو حنیفۃ الی تصحیح الاحادیث لترک القیاس
یعنی اگر امام ابو حنیفہ اتنی زندگی پاتے کہ تصحیح حدیث کرسکتے تو ضرور وہ قیاس کو چھوڑ دیتے
غرض کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن مسائل مین قیاس کو جن مین بسبب نہ پانے حدیث
کے اگلے امامون نے اجتہاد کیا تھا اور صرف حدیث پر عمل کیا۔

صرف اپنی ذات کے لیے اجتہاد کیا اور اپنے دین کے شوق مین فقہ کو تدوین کیا
کسی نے اُن مین سے یہہ نیت نہین کی کہ ہم مقتدا بنین اور ہم کوئی خاص مذہب
کھڑا کرین اور لوگون کو اُسپر راغب کر کے کچھہ شہرت یا عزت حاصل کرین اُن بزرگونکی
نیت ایسی کدورتون سے بالکل پاک اور اُنکے دل ایسے خطرات سے بالکل صاف
تھے انکو سوائے اپنے ذاتی فائدے کے کوئی دوسری غرض نہ تھی اسیواسطے اپنی تقلید
سے منع کرتے رہتے اور جب کوئی خلیفہ اور بادشاہ اُنکی تالیفات کو لوگونکے عمل کرنیکے لیے
مشتہر کرنا چاہتا وہ منع کر دیتے چنانچہ لوائح الانوار القدسیہ مین لکھا ہے کہ واعلم ان ما
علمہ المجتہدون من الکتاب والسنۃ انما کان لانفسھم لا للخلق ای لالان کل مجتہد
یوجب تقلید نفسہ علی کل فرد من افراد العالم بل من الائمہ من نہی عن تقلید نفسہ و
امر بتحصیل رتبۃ النظر۔

پس وہ اثر جو اُن بزرگونکی نیک طبیعت اور پاک طینت کا ہمارے دلون پر ہوتا ہے
وہ یہی ہے کہ وہ خود متبوع اور صاحب شریعت بننے کا قصد نہ کہتے تھے اور اپنے اجتہاد
اور استنباط کو سارے جہان کے لوگون سے قبول کرانے کا شوق نہ کہتے تھے بلکہ
جہان تک اُنسے اپنی ذات کی بھلائی اور لوگون کے نفع کے واسطے ہوسکتا تھا وہ
احادیث نبوی اور اقوال فقہا سے مسائل کو استخراج کرتے اور لوگون کی ضرورت اور حاجت
کو رفع کرتے اور صاف صاف کہہ دیا کرتے کہ اگر کوئی مسئلہ اور کوئی جزئیہ ہمارا حدیث
کے خلاف پاؤ یا کسی قیاس اور رائے کو ہماری کتاب وسنت کے برخلاف دیکھو

کرنا اور اُسی کو علت حرمت وحلت کی بنانا مثلاً منطنہ حرج یا مصلحت عام کو کسی حکم کی علت ٹھہرانا پس ایسے قیاس کو جو کہ درحقیقت رائے ہے امام شافعی نے ترک کیا اور صاف کہہ دیا کہ من استحسن فانہ اراد ان یکون شارعاً کہ جو قیاس استحسان کو شریعت مین دخل دیتا ہو وہ دراصل اپنے آپ کو صاحب شریعت بنایا چاہتا ہے۔

غرض کہ یہ چند کھلی ہوئی اور صاف باتین ہین جس سے امام شافعی نے اپنے پچھلے ائمہ سے اختلاف کیا اور بیچ کے ذریعے اور واسطے چھوڑکر اصل ماخذ سے فقہ کو لیا اور کتاب وسنت ہی پر مدار اپنے مذہب کا رکھا اور کسی خاص شہر کے عالم یا کسی معین قوم کے فقیہہ کے اقوال واصول پر اپنے اجتہاد کی بنا قائم نہ کی اور حقیقت مین یہہ طریقہ اُن کا نہایت ہی اچھا تھا لوگون کو حد سے زیادہ پسند ہوا اور بڑے بڑے فقہا اور محدثین نے اُنکے مذہب کی خوبی پر اقرار کیا اور اُسکو اختیار فرمایا اور اس طور سے بعد چندے مذہب شافعی رائج ہوا۔

جو کیفیت حنفی اور مالکی اور شافعی مذہب کی بنیاد کی ہوئی قریب قریب اُسی کے امام احمد بن حنبل کے مذہب کی بنیاد پڑنے کی ہے۔

اس مسلسل مختصر بیان سے سمجھنے والے کو نہ صرف یہہ بات معلوم ہوسکتی ہے کہ بنیاد ان چارون مذہب کی کب اور کیونکر پڑی بلکہ یہہ بھی ثابت ہوسکتا ہے کہ کسی نے منجملہ ان چارون امام کے اپنے مذہب کو لوگون کی تقلید کے لیے نہین بنایا اور اپنے آپ کو صاحب مذہب کہلانے کے لیے اجتہاد اور استنباط نہین کیا بلکہ اُنہون نے

اور تحقیق کا نام لینے والا اور کتاب وسنت پر عمل کرنیوالا بدعتی اور فاسق اور دشمنِ اسلام کا تصور کیا جاتا ہے۔

جو کہ ہم اجتہاد کی ترقی کے زمانے کو بیان کر چکے اور مذاہب اربعہ کی بنیاد پڑنے کے زمانے اور سبب کو بھی لکھ چکے اس لیے اب ہم اُسکے تنزل کے زمانے کو اور اُسکے وجوہ کو لکھتے ہین۔

چارون مذہب کی پابندی کامل طرح سے جاری ہونے اور اجتہاد ترک کرنے کے زمانے اور سبب کا بیان

تواریخ اور کتابون کے دیکھنے سے یہ بات بخوبی ظاہر ہوتی ہے کہ اگرچہ تقلید کی بنیاد دوسری صدی کے اوسط سے شروع ہوئی لیکن تیسری صدی تک پوری پوری جاری نہوئی اور چوتھی صدی سے پہلے کسی ایک معین مذہب پر کامل تقلید لوگون نے اختیار نکی چنانچہ ابوطالب مکی نے قوت القلوب مین لکھا ہے کہ چوتھی صدی سے پہلے مذاہب اربعہ کی تقلید کا کامل طرح سے رواج نہ تھا اور حنفی شافعی کہلانے جانیکا بہت زور شور نہ تھا۔

اس موقع پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ لوگ مسائل شرعی کس طرح تحصیل کرتے تھے اور فقہ کو کس طرح سیکھتے اور اسپر کیونکر عمل کرتے تھے اس لیے ہم اُسکا جواب دیتے ہین کہ اُس وقت تک جو لوگ تھے وہ دو حال سے خالی نہ تھے یا وہ علم تھے یا جاہل پس جو لوگ جاہل تھے وہ اپنی گھر مین روزہ نماز وغیرہ عبادت کے مسئلے سیکھتے اور اُسپر عمل کرتے

اُسے ہرگز نہ مانون اور اُسپر عمل کرنے کو حرام سمجھو۔

مگر خدا نے اپنے قانون قدرت مین یہہ قاعدہ رکھہ دیا ہے کہ ہر شی آہستہ آہستہ شروع ہوتی ہے اور تھوڑی تھوڑی بڑہتی ہے جب اُسکی ترقی پورے درجے پر اور اپنی معین حد پر پہونچ جاتی ہے تب اُسکی ترقی رُک جاتی ہے اور گھٹنے لگتی ہے اور پھر درجہ بدرجہ اُسمین خرابی آتی جاتی ہے یہان تک کہ آخر سوائے لفظون کے کچھہ حقیقت اُس شی کی باقی نہین رہتی اور بجز نام کے کوئی خوبی اُس مین پائی نہین جاتی پس اسی قاعدے کا اثر ان مذاہب پر ہوا کہ اول تو آہستہ آہستہ ائمہ دین نے فقہ اور حدیث کو جمع کیا اور اجتہاد اور استخراج کو درجہ بدرجہ کمال پر پہونچایا اور اپنی نیتون کو پاک اور اپنے ارادون کو نیک رکھا اور پھر آخر لوگون نے تحقیق اور تنقیح کو چھوڑ دیا اور جس امر کا دعوی اُن امامون نے خود نہین کیا اُسے اُنکی طرف منسوب کیا اور اُن کو مثل صاحب الشریعت کے صاحب مذہب بنا دیا اور اُن کو معصوم اور محفوظ عن الخطا سمجھہ کر اُنکی باتونکے سامنے اصل صاحب الوحی کے قولون پر تمسک کرنا چھوڑ دیا یہان تک کہ آخر اپنے آپ کو پیغمبر سے نسبت کرنا بھی زمانہ سے اُٹھہ گیا اور بجاے محمدی اور احمدی کے حنفی اور شافعی کہنے پر مذہب کا مدار آگیا اور پھر جیسا زمانہ گذرتا گیا اور دین مین تبدل ہوتا گیا اُتنی ہی یہہ خرابی بڑہتی اور دین و مذہب کی حقیقت چھپتی گئی یہان تک کہ اب جس زمانے مین ہمکو خدا نے پیدا کیا ہے اور جس مین شاد و ناشاد زندگی کے دن کاٹتے ہین کسی امام کے مذہب کو ترک کرنا یا کسی اُسکے قول کو نہ ماننا اسلام سے پھرنا اور نبی کے کلام کا انکار کرنا سمجھا جاتا ہے

بحث کا بتایا اور اپنے اپنے اماموں کے اقوال کو نہ صرف اس وجہ سے کہ حقیقت میں وہ انہیں
کو صحیح اور دوسرے کو غلط جانتے تھے مثل کتاب و سنت کے مستند گردانا بلکہ اس لحاظ سے
کہ وہ خود اس مذہب سے منسوب تھے اور اس امام کے مقلد کہلائے جاتے تھے ان اوائل
نے کے اثبات کو اپنی غرارت علم کے اظہار کا سبب تصور کیا تاکہ لوگوں کو یہ معلوم ہو کہ یہ ایسے بڑے
مولوی اور فقیہہ ہیں کہ جن باتوں پر یہ عمل کرتے ہیں اور جن قولوں کو یہ واجب العمل جانتے ہیں
وہی صحیح اور درست ہیں اور انکے پاس بہت سی دلیلیں اسکے اثبات پر موجود ہیں اور اس سے
انکے علم اور تفقہ کی شہرت ہو اور جب ایسے لوگوں نے اپنی اپنی تقریر اور تحریر کے زور سے
اور اپنی فصاحت اور بلاغت کے بھروسے پر ایک چیز کا التزام کر لیا اور اپنے ہمعصروں سے
ان باتوں میں مباحثہ اور مناظرہ شروع کر دیا اور بڑے بادشاہوں اور امیروں کی مجلسوں میں
اسکی بحثیں ہونے لگیں تو تعصب نے انکی آنکھوں کو اندھا کر دیا اور غرور نے انکے دلوں سے
نیک نیتی اور صفائے طینت کو نکال لیا اپنے دل میں اپنے قول اور اپنے عقیدے کی
سفاہت پر قائل ہو جاتے مگر زبان سے اقرار نہ کرتے اور اس سے پھرنے کو اپنی ہتک
سمجھتے اور جان بوجھکر کتاب اور سنت کو چھوڑکر اپنی بات پر قائم رہتے اور پوچ دلیلوں اور
بیہودہ اور خرافات باتوں اور ضعیف سندوں سے اسی کے ثابت کرنے پر قائم رہتے
اور اسی کو استقلال اور صلابت فی الدین اور غرارت علم سمجھکر ابطال حق اور احقاق
باطل کر کے بمقتضائے اخترت النار علی العار دنیا کی شرم کو عاقبت کی شرم پر اختیار
کرتے چنانچہ اسیوقت میں ایک ایک عقیدے پر سو سو ورق کی کتابیں تالیف ہو گئیں اور

اگر ضرورت کسی مسئلے کے پوچھنے کی یا فتوے کے لینے کی ہوتی تو جس عالم کو وہ افضل اور بہتر جانتے اُس سے پوچھ لیتے اور اُسکی بات پر عمل کرتے بلا لحاظ اسکے کہ وہ عالم حنفی ہوتا یا شافعی یا مجتہد اور جو لوگ خود ذی علم تھے اُنکی دو صورتین تھین بعضے اہل حدیث تھے بعضے صاحب اجتہاد جو اہل حدیث تھے اُن کا طریقہ یہ تھا کہ وہ کتاب الٰہی اور احادیث نبوی اور آثار صحابہ پر عمل کرتے اور اگر کسی مسئلے مین ضرورت ہوتی تو کسی فقیہ کے کلام پر رجوع کرتے خواہ وہ فقیہ مدنی ہوتا یا مکی کوفی ہوتا یا بصری اور جو صاحب اجتہاد تھے وہ اجتہاد اور تخریج کرتے اور اصول اور قواعد کلیہ کو پیش نظر رکھکر اُسی سے فروعات کا استنباط کرتے پس اگر وہ اصول پہلے سے کسی خاص امام یا اُسکے فرقے کے ساتھ مخصوص ہوتے تو لوگ اُس مجتہد کو بھی اُسی امام کی طرف منسوب کرتے اور اس مجتہد کو بھی اُن اصول کا پابند پاکر شافعی یا حنفی سمجھتے۔

یہ صورت تیسری صدی کے اخیر تک قائم رہی اُسوقت تک نہ عمل بالحدیث پر کوئی طعنہ کرتا نہ اجتہاد پر الزام دیتا مگر جب جہالت کا زور ہوا اور اختلاف امت مین پڑ گیا اور طبیعتون سے تحقیق کا مزہ جاتا رہا اور صاحب شریعت تک واسطے درواسطے ہو گئے تب چوتھی صدی مین لوگون نے سیدھا رستہ چھوڑ دیا اور دائین بائین چلنا شروع کیا اور سلاطین کے سامنے مناظرے اور مجادلے مین اپنے ہمسرون پر غالب ہونے کا شوق پیدا ہوا علم کو دنیا کی تحصیل کا ذریعہ گردانا اپنی ناموری اور عزت اور شہرت کے لیے اُن مسائل کو جنمین نہایت نیک نیتی کے سبب سے باہم ائمہ اربعہ کے اختلاف ہوا تھا ذریعہ

غرض کہ اسی زمانے مین تقلید کی جڑ مضبوط ہوگئی اور وہ چیونٹی کی سی چال تقلید کی جو لوگون کے دلون مین دوسری صدی سے شروع ہوئی تھی چوتھی صدی مین پوری ہوگئی اور رسولے چند علماے ربانی کے سبکے دلون مین کامل طرح سے اس نے جگہہ کرلی

ہمارے اس بیان سے غور کرنیوالے کو تقلید پر پورے طور پر عمل کرنے کا سبب تو بخوبی ظاہر ہوسکتا ہے لیکن ہم اس امر کو کہ تقلید نے کتاب و سنت پر استناد کرنے کا طرز پسندیدہ کیون متروک کرادیا اور بجاے قال اللہ اور قال الرسول کے قال زید و قال عمرو کیون رائج کیا چند لفظون مین بیان کرتے ہین سبب اسکا یہ ہے کہ جب علما اور فقہا باہم بحث کرنے لگے اور اپنی سخن پروری اور نفسانیت کے سبب سے اورون پر حق ناحق غلبہ پانے کے شائق ہوے اور ایک دوسرے کو حسد کی نظر سے دیکھنے لگے اور لوگ اسی سے رجوع کرنے کے عادی ہوگئے جو کہ وقت مباحثے کے غالب رہتا اور اپنی طرف مقابل کو ہرا دیتا تو اسوقت مباحثہ اور مناظرہ کی کثرت ہوئی اور سواے شاذ و نادر نیک پاک لوگون کے ایک نے دوسرے کے کلام کی تردید شروع کی یہانتک کہ ایک عالم دوسرے کے فتوے کو رد کرتا اور ایک فقیہہ دوسرے کی بات کو کاٹ دیتا اور چونکہ اسکے لیے ضرورت کسی دلیل و برہان کی ہوتی پس فقہ اور دین مین سواے نقل صرف عقلی دلیل کافی نہ تھی اور بغیر کسی سند اور قول کے بات نہ بنتی تھی پس دلائل و براہین کی جستجو کرنی پڑی اور اپنی اپنی باتون پر سند لانے کی حاجت ہوئی جب ان لوگون نے کتاب و سنت پر توجہ کی تو کوئی دلیل ایسی کہ جو صرف انکی بات کو ثابت اور دوسرے کے قول کو رد کرے نہ ملی تو اپنے

ایک ایک فقہی مسئلے پر ہزار ہزار صفحے سیاہ ہو گئے فقہ اور حکمت اور علم کی اصلی حقیقت تو
جاتی رہی اُسکے نامون پر مدارس دین کا آگیا اور مباحثات اور مناظرات کا نام استنباط دقائق
شرع رکھا گیا تالیفات اور تحریرات کی وہ کثرت ہوئی کہ ہر جاہل صاحب تالیف اور ہر عامی صاحب
تصنیف بن گیا اور ایک ایک دنیا طلب مولوی اپنے آپ کو عالم ربانی سمجھنے لگا فقہ کے
مسئلون اور علم کلام کے فرضی عقیدون کے اثبات کا نام اعلاے کلمۃ اللہ ہو گیا یہانتک
نوبت پہونچی کہ جو بڑا بکنے والا ہوتا اُسی کو لوگ بڑا مولوی سمجھتے جو سب سے زیادہ خوش گپ
ہوتا اُسیکو لوگ عمدہ واعظ جانتے جو لڑنے جھگڑنے مین خوب مشاق ہوتا وہی محقق کہلایا
جاتا جو نہایت فضول اور لغو ہوتا وہی جامع منقول سمجھا جاتا جیسا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
احیا مین فرماتے ہین فصار یسمی المجادل المتکلم عالماً والقاص المزخرف کلامہ
بالعبارات المسجعۃ عالماً هکذا اضعف الدّین فی قرون سالفۃ فکیف الظن بزماننا
هذا وقد انتهی الامر الی ان منظر الانکار سیتهدف لنسبۃ الی الجنون فالاولی ان
یشتغل الانسان بنفسہ ویسکت یعنی جو شخص جھگڑنے والا بڑی بات چیت کرنیوالا ہوتا
اُسی کو لوگ عالم جانتے اور جو بیہودہ قصے کہنے والا اور مزخرفات بکنے والا ہوتا اُسی کو
سب مولوی سمجھتے پس جبکہ پچھلے امامون مین دین ایسا ضعیف ہو گیا تو اب اس زمانے کا
حال کیا بیان کیا جاوے کہ اب تو وہ زمانہ آگیا ہے کہ جو ان مولویون اور عالمون کی
باتون کو نہ مانے وہی تیر ملامت کا نشانہ ہوتا ہے اور جو حق بات زبان پر لاوے وہی مجنون
اور دیوانہ ٹھہرتا ہے پس انسان سوائے اسکے کیا کرے کہ اپنا کام کرے اور چپ چاپ رہے۔

L7074

بات قائم رکھنے اور جھوٹھ چھپانے کے لیے کہا کہ تم بڑے احمق ہو کیا تمہی اکیلے
احمد حنبل ہو دوسرا اس نام کا نہین ہے وہ احمد حنبل جس سے مین روایت کرتا ہون دوسرے ہین
پس جس طرح سے اُس زمانے مین جبکہ حدیث پر لوگون کی نہایت توجہ اور اُسی کی سند
اور دلیل لائی جاتی تہی بد باطنون اور خبیث طبیعتون نے جھوٹی حدیثین بنالین اور موضوع
احادیث کو صاحب الشریعت کی طرف منسوب کیا اسی طرح سے اس زمانے مین جب علما اور
فقہا کے اقوال سند مین پیش ہونے لگے اُن عالمون اور فقیہون کیطرف جھوٹی جھوٹی باتون
کو منسوب کیا اور تاکہ اُس قول کی وقعت اور عزت زیادہ ہو بقید اسما اُسکا سلسلہ عن فلان
عن فلان کہکر صاحب قول تک پونہچا دیا مگر احادیث وضعی کو اس سبب سے کہ احادیث
حقیقت مین قابل استناد کے ہین اور مدار شریعت کا اُن پر ہے پیچھے محققین نے اصلی حدیثون
سے علیحدہ کردین اور موضوعات کے رسالے لکھکر اُنکی غلطی اور موضوعیت کو بیان کرکے
قوی کو ضعیف سے اور موضوع کو صحیح سے جدا کر دیا مگر علما اور فقہا کے اقوال
موضوعہ کو اُن کے اقوال صحیحہ سے جدا کرنے پر اُس طرح کسی نے
توجہ نہ کی اس لیے کہ اُن پر محنت کرنا محض فضول تھا اسلیے کہ بالفرض اگر وہ کلام
اُنہین کا ہوتا تو وہ کسی پر حجت نہین ہوسکتا تہا اور بسبب نہ معصوم ہونے اُنکے اُسکی غلطی
پر فقط غلط کہہ دینا ہی اُس کا اور نہ ماننا اُسکا کافی تہا لیکن سوائے چند محققین کے ایسی
نقل اور سند سے عوام کو بڑا نقصان پہونچا اور دین مین بڑا رخنہ پڑ گیا لوگونکی طبیعتین ایسی اسناد
اور استناد کی ایسی عادی ہوگئین کہ بغیر کسی مولوی کے قول کے اور بغیر کسی عالم کی سند کے

اپنے بزرگون اور فقیہون اور شیوخ کے قولون ہی کو سند لانا شروع کیا اور صرف اپنے
اپنے فرقے کے نامی نامی عالمون کے اقوال و اعمال کو حجت گردانا پس جب کسی ایک فریق نے
کتاب و سنت کو چھوڑکر غیر معصوم کے کلام یا عمل کو دلیل مین پیش کیا تو دوسرے فریق نے
بھی یہی طرز اڑایا اور مضمون الکیل بالکل اور کما تدین وتدان کا ادا کیا اُس نے بھی
اپنے قول کی سند مین عالمون اور مولویون کی باتون ہی کو پیش کیا پس اس طرز جدید کے
شروع ہونے ہی کی دیر تھی کہ مثل تیز بارود کے جسمین آگ لگنے ہی کی دیر ہوتی ہے
نہ اڑنے اور اڑانے کی اُسکا اثر ساری طبیعتون پر ہو گیا اور تھوڑے ہی عرصے مین از
شرق تا غرب یہہ طریقہ جاری ہو گیا اس دین و مذہب کے خراب و بدنام کرنیوالے طریقے کا صرف
یہی بد اثر نہین ہوا کہ لوگون نے علما و فقہا کے اقوال کو مستند گردانا بلکہ چند ہی روز مین اُسکا
یہہ بُرا نتیجہ ظاہر ہوا کہ لوگون نے اگلے علما و فقہا پر تہمت کرنا شروع کیا اور جو باتین اُنہون نے
اپنی زبان سے نہین نکالی اور جو چیز اُنکے دل مین بھی نہین آئی اُسکو اُنکی طرف منسوب کر دیا اور
اپنی بات قائم رکھنے اور حریف پر عیاری اور فریب سے غالب ہونے پر اقاویل باطلہ اور
اسناد کاذبہ کا نقل کرنا شروع کیا۔

چنانچہ ایک مجلس مین امام احمد حنبل گئے وہان دیکھا کہ ایک شخص بتقلید اسما ایک امر کو اُنکی طرف
منسوب کر رہا ہے اور عن فلان عن فلان کہکر خاتمہ اُسکا اُن تک کر رہا ہے وہ یہہ سُنکر غرق حیرت
ہوے اور خاموش رہ گئے آخر شش اُنسے نہ رہا گیا اور اُس شخص سے کہا کہ مین احمد حنبل
ہون مین نے یہہ بات نہین کہی اُس عیار کی چالاکی قابل آفرین کے ہے کہ اُسی وقت اپنی

نے کلام کو چھوڑکر اُسی کو حرزِ جان بناتے اور ہر مسئلے اور ہر عقیدے کے لیے اپنی لال
کتاب کو دیکھتے پس بجاے اسکے کہ جو کچھہ اُنکے حضرت نے فرمایا ہے اور جو کچھہ اُنکے پیر
و مرشد نے ارشاد کیا ہے یا جو کچھہ اُنکے شیخ و بزرگ نے عمل کیا ہے اُسکو کتاب و سنت پر
عرض کرتے اور خدا اور رسول کی کتاب کو معیارِ صحت بناتے اُن بدبختون نے برعکس
اسکے ساری شریعت اور تمام مذہب کو اپنے ہی پیر و مرشد کی تالیفات اور اپنے حضرت کے
ملفوظات و مکتوبات پر عرض کرنا شروع کیا پس جو کچھہ اُسکے مطابق پاتے اُسپر عمل کرتے
ویسا ہی عقیدہ رکھتے جو کچھہ اُسکے برخلاف دیکھتے اُسے چھوڑ دیتے اور کتاب و سنت کے
امتحان کے لیے اُسی کو کسوٹی بناتے پس ایسی حالت مین جو کچھہ دین کی خرابی ہو سکتی ہے
وہ ہوئی اور جو کچھہ شریعت مین ان باتون سے خلل پیدا ہو سکتا ہے ہوا ان چیزون نے
یہان تک دلون پر اثر کیا کہ اسکے برخلاف کوئی کلمہ زبان پر لانا کفر کے کلمہ سے کم نہ سمجھا جاتا
اور اُن باتون کا منکر خارق اجماع اور بدعتی اور فاسق ٹھہرتا پس کیا زمانے نے انقلاب
پایا کہ کتاب و سنت کو لوگون نے پس پشت ڈال دیا اور اپنے اپنے بزرگون کے صحیفون کو
سامنے کر لیا اور پھر جسنے کتاب و سنت کا نام لیا اور اُسپر چلنے کا قصد کیا وہ فعل اُسکا بدعت
ٹھہرا اور جسنے اُن صحیفون کو واجب العمل جانا اور اُسپر عمل کیا وہ فعل اُسکا سنت قرار پایا۔

فاصبح کل واحد منہم بعاجل حظہ مشغوفا فصار ہوی المعروف منکرا والمنکر معروفا

اس خرابی کا باعث ایک بہت ہی بڑا غلط خیال ہوا جسکو شیطان نے لوگون کے دلون مین
ڈالا اور جسکو مقلدین نے عقل و ایمان کی مدد سے نہ نکالا یعنی وہ لوگ جنکی باتون پر لوگون نے

کتاب وسنت کی باتون کا ماننا ہے جاتا رہا اور بجاے قال اللہ اور قال الرسول کے قال زید وقال عمرو مدار دین ومذہب کا آگیا۔

اس خرابی نے اس سے زیادہ اور بھی ترقی پائی کہ جو لوگ حقیقت مین لائق استناد نہتے بلکہ جنکے اقوال واعمال لائق اجتناب کے تھے وہ بھی قابل استناد کے ٹھہر گئے اور اہل بدعت اور منافق اور جاہل صاحب سند ہو گئے اور اگر کسی شہر یا کسی فرقے یا کسی خاندان مین کوئی نامور ہوا اور اُسکو کچھ لکھنا پڑھنا بھی آگیا اور کچھ تالیف اور تصنیف کرنے سے اُسکی عزت بھی بڑھ گئی تو اُس شہر کے رہنے والون اور اُس فرقے اور خاندان کے آدمیون نے اپنے شہر اور اپنے خاندان کی عزت اُسی مین جانی کہ اُسی کی بات کو مانین اور اُسی کے کہنے پر چلین پس اُنکے دلون مین یہہ بات ایسی جم گئی کہ اُسکے قول سے پھرنا گویا خدا کے قول سے پھرنا ہے اس لیے وہ اُسکی باتون کے مقلد ہو گئے اور قدم بقدم اُسکے طریقے پر چلنے لگے اور اسی طرح سے جب اُسکے مقلد اور تابع زیادہ ہو گیے اور وہ مقتدا اور متبوع کسی فرقے اور گروہ کا ہو گیا تو پس وہ صاحب الکتاب ٹھہرایا گیا اگر اُس سے کوئی صریح غلطی ہو جاتی یا اُس سے کوئی فعل مخالف کتاب وسنت کے ہو جاتا تو اُسکے مقلدین واصحاب اُسکی توجیہات کرتے اور اُسکی تاویلات کرتے یہان تک کہ آخر اُسکے حالات اور سیر مین کتابین لکھی جاتین اور اُسکے معجزے اور کرامتین اور زہد اور پرہیزگاری کی حالتون مین دفتر کے دفتر سیاہ کیے جاتے اور جو کچھ جھوٹھ خرافات اُسمین ہوتا اُسکو اُسکے معتقدین اور مقلدین نصوص قرآنی کی طرح واجب الاذعان جانتے ہین اور خدا کی کتاب رسول

خارق اجماع کہینگے اس لیے وہ اول ہی سے اُس متعجب اور ملامت کرنیوالے کی طرف متوجہ ہوکر کہتے ہین کہ انتدب لقطع تعجبك رابعًا ایها العاذل العالی فی العذل من بین زمرة الجاحدین المسرف فی التقریع والانکار من بین طبقات المنکرین الغافلین فلقد حل عن لسانی عقدة الصمت وطرقنی عهدة الکلام وقلادة النطق ما انت مثابر علیه من العمی عن جلیة الحق مع اللجاج فی نصرة الباطل وتحسین الجهل والتشغیب علی من ابتز النزوع قلیلا عن مراسم الخلق ومال میلًا یسیرًا عن ملازمة الرسم الی العمل بمقتضی العلم طمعًا فی نیل مایعبده الله تعالی به من تزکیة النفس واصلاح القلب کہ اے ملامت کرنیوالے منکرین تیرے تعجب کے قطع کرنے پر متوجہ ہوتا ہون اور اپنی زبان سے خاموشی کی گرہ کھولتا ہون اور جس بات پر تو اپنے اندھے پن سے جما ہوا ہے اور باطل کی مدد کر رہا ہے اور جہل کو اچھا سمجھ رہا ہے اُسکو رد کرتا ہون اور تیرے اُس زور شور اور غل مچانے کو نہین سُنتا جو تو اُس پر کرتا ہے جو کہ ذرا رسم ورواج کی پابندی سے نکلنا اور بھائی بندونکی رسمیات کو ترک کرکے خاص خدا کے لیے عمل کرنا چاہتا ہے ۔

جب امام غزالی اپنے وقت مین پابندی رسم ورواج پر ایسی داد بیداد کرتے ہین اور اُس سے نکلنے کو جہاد سمجھتے ہین تو وائے برحال ہمارے زمانے کے کہ ابتو بات بھی زبان سے نکالنا دشوار ہے اور بھائیون کی رسمون مین سے کسی رسم کا چھوڑنا بھی مشکل نہین وہی باتین جو امام غزالی اور بڑے بڑے محققین کہہ گئے ہین اگر ہم اُنھین کو نقل کرین تو ابھی کافر

عمل کیا نیک اور پاک تھے اور علم اور فقہ مین کامل تھے پس اُنکے مقلدین کے دل مین
یہہ خیال سمایا کہ پس جب ایسے نیک اور پاک اور امام اور عالم ایسا کہہ گئے ہین اور ایسا کرتے
رہے ہین تو ہم کہ نہ اُنکے سے نیک ہین نہ ویسا علم رکھتے ہین کیونکر اُسکے برخلاف چل سکتے
ہین حالانکہ وہ یہ نہ سمجھے کہ وہ گو نیک اور پاک تھے مگر معصوم نہ تھے اور گو وہ عالم اور فقیہ
تھے مگر علم لدنی کے عالم نہ تھے جبرئیل اُن پر نازل نہین ہوتے تھے خدا بے واسطہ اُنپر
وحی نکرتا تھا وہ بھی آخر اپنی سمجھہ بوجھہ ہی سے کام لیتے تھے اور اپنی قدرت اور طاقت ہی کے
موافق راہ حق پر چلتے تھے اُن سے غلطیون کا ہونا نہ صرف ممکن تھا بلکہ یقینی اُن سے
خطا ہونیکا نہ احتمال ہی احتمال تھا بلکہ ضروری تو پھر باوجود ایسی حالت کے اُنکی سب باتون کو
ماننا اور اُنکے کلام مین سے حق و باطل کو جدا نکرنا اور اُنکے اقوال و اعمال کے رطب و یابس مین تمیز
نہ دینا اور سب کو تلقی بالقبول کرنا حقیقت مین اُنکو صاحب شریعت اور اپنے آپ کو اُسپر ایمان
لانے والا بنانا ہے اگر یہ غلط خیال دلونمین نہ سماتا تو کبھی تقلید کی ایسی جڑ مضبوط نہوتی اور
یہ خرابی پیدا نہوتی اور جس کسی کو خدا نے توفیق دی اور وہ تحقیق پر متوجہ ہوا اُسنے اول اسی
غلط خیال کو دل سے نکالا اور تحقیق کے درجے پر پہونچنے کے لیئے اول اُسی زینے پر
قدم رکھا چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی احیا کے شروع مین پہلے یہی لکھتے ہین کہ مین نے
اس کتاب کے لکھنے کا واسطے زندہ کرنے علوم دین کے ارادہ کیا ہے اور مین نے اپنا
عزم مصمم کر لیا ہے اور چونکہ وہ جانتے تھے کہ ایسی بات کو سُنکر لوگ تعجب کرینگے اور مقلدین اور
جہلا شور غل مچاوینگے اور ہم پر لعنت ملامت کرینگے اور تحقیق کو بدعت بتلاوینگے اور اسی تحقیق کو

اجماع کرنا جو بالکل مخالف کتاب و سنت کے ہو غیر ممکن سا معلوم ہوتا ہے چنانچہ ہم اسکو تسلیم کرتے ہین اور جو کچھہ ہمنے اوپر بیان کیا وہ صرف فرضی صورت ہے لیکن ہم ایک بات بھی ایسی زبان پر نہ لاوینگے جسکی مخالفت کل علما و فقہا سے ثابت ہو بلکہ وہی بات کہینگے جسکی سند اور محققین کے قولون سے ہوتی ہو مگر اس اصول کا ہمارے پاس کچھہ جواب نہین ہے جسکو فقہا نے راجح اور مرجوح سے تعبیر کیا ہے یعنی جسکو بہت سے مولویون نے مانا وہ قول تو واجب العمل ہے اور جسکو چند محققین نے مانا وہ واجب الترک ہے گو وہ کیسا ہی عمدہ اور اچھا ہو چنانچہ اس امر کو ہم ایک علیحدہ بحث مین بیان کرینگے۔

اصل یہ ہے کہ جب کسی امر کا دینی ہو یا دنیوی رسمًا کامل طور پر رواج ہو جاتا ہے اور سب یا اکثر آدمی پابند اُسکے ہو جاتے ہین تو درحقیقت اُس سے مخالفت کرنا نہایت ہی مشکل ہوتا ہے اور اُسکی تردید پر گو وہ امر نہایت ہی صحیح اور درست ہو ہر شخص آمادہ ہو جاتا ہے اور اُس مخالف کی دلائل کو گو وہ کیسی ہی سچی اور اچھی ہون نہایت ضعیف سندون سے ہر متنفس باطل کرنے پر مستعد ہوتا ہے۔

مثلاً ہم اگر تقلید کے التزام کو بُرا بتلاوین تو اول یہی اعتراض ہوگا کہ خلاف اجماع ہے جب اس قول کو بھی ہم رد کردین اور بڑے بڑے صوفیون اور محققون اور امامونکی سند لاوین تو یہہ جواب ہوگا کہ فلان بزرگ تو صوفی تھے اُنکی باتون کو کون سمجھے اور فلان صاحب بڑے محقق تھے اُنکی سی تحقیقات کس کو نصیب ہو اور فلان شخص بڑے متورع اور پرہیزگار تھے اُنکا سا زہد کسے حاصل ہو اور سوائے نامی گرامی لوگون کے اَور لوگ جو

ہوتے ہین اور ساری برادری سے نکالے جاتے ہین خیال کرنیکا مقام ہے کہ دین کی بنا کس چیز پر تھی اور کس چیز پر آگئی اور مذہب کی حقیقت کیا تھی اور اب اُسکی کیا صورت ہوگئی جب ہم کسی دوسرے دین پر افسوس کرتے ہین تو ہمارا سب سے زیادہ افسوس اسی بات پر ہوتا ہے کہ اُس دین کے لوگ اپنے اپنے بانی مذہب کی بات پر عمل نہین کرتے بلکہ بیچ کے واسطون اور عالمون کے قولون پر عمل کرتے ہین اور اپنی اصلی کتاب کو نہین دیکھتے بلکہ اپنے بیچ کی بنائی ہوئی کتابون پر چلتے ہین تو کیسے افسوس کی بات ہے کہ جب وہی خرابی ہم مین بھی موجود ہو اور وہی نقص ہمارے دین مین بھی پڑگیا ہو پس اگر ہم اپنے عیب کو نہ دیکھین اور اپنے دین و مذہب کو اس نقص سے پاک صاف نکرین تو ہمارا دوسرون پر طعنہ کرنا اور غیر دین والون کو بُرا کہنا عقل اور انصاف کے خلاف ہے۔

اس زمانے مین جب ہماری زبان سے کوئی بات خلاف کسی مشہور عالم یا نامی محدث کے نکلے تو ہمپر ملامت کے تیرون کی بوچھار ہوتی ہے اور ہمارا نام منکر علما اور دشمن فقہا مشہور ہوتا ہے کوئی یہ خیال نہین کرتا کہ ایک دو عالم کی مخالفت کا کیا ذکر ہے اگر سارے عالم کے علما سے مخالفت ہو لیکن ہمارا قول یا فعل کتاب و سنت کے موافق ہو تو ہم اُس ثواب کے مستحق ہین جو کہ کتاب و سنت پر عمل کرنے والے کو ہو سکتا ہے پس ہمکو ہمیشہ خدا اور رسول کی مخالفت کا خیال رکھنا لازم ہے نہ علما فقہا کی مخالفت کا اور خدا کو قیامت کے دن اُسی کی مخالفت کا جواب دینا پڑیگا نہ زید و عمرو کی مخالفت کا۔

ہان یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ سارے علما اور کل فقہاے امت کا کسی ایسے امر پر

حجۃ اللہ البالغہ مین لکھتے ہین کہ فتنۃ ھذا الجدال والخلاف والتعمق قریبۃ من الفتنۃ
الاولی حین تشاجروا فی الملک وانتصر کل رجل لصاحبہ فکما عاقبۃ تلک ملکا
عضوضا فکذلک عاقبۃ ھذہ جھلا واختلاطا وشکوکا ووھما ما الھا من
ارجاء منشات بعدھم قرون علی التقلید الصرف لایمیزون الحق من الباطل
ولا الجدل عن الاستنباط فالفقیہ یومئذ ھو اسرشار المتشدق الذی حفظ
اقوال الفقھاء قویھا وضعیفھا من غیر تمیز والمحدث من عد الاحادیث
صحیحھا وسقیمھا وھذا ھاکھذی لاسماء بقوۃ الحیۃ ولا اقول ذلک کلیا
مطردا فان للہ طائفۃ من عبادہ لایضرھم من خذلھم وھم حجۃ اللہ فی ارضہ و
ان قلوا اولعلیات قرن بعد ذلک الا وھو اکثر فتنۃ واوفر تقلیدا واشد
انتزاعا للامانۃ من صدور الرجال حتی اطمئنوا بترک الخوض فی امر الدین
بان یقولوا انا وجدنا اٰباءنا علی امۃ وانا علی اٰثارھم مقتدون یعنی جو فتنہ
علم جدل وکلام کے سبب سے علماء نے پیدا کیا اور جو فساد انکے تکلفات سے دین مین
پھیلا وہ اس فتنے سے کم نہین ہے جو کہ ملک و ریاست مین ہوا تھا جسطرح پر اس جھگڑے
کا یہ نتیجہ ہوا کہ بعد اسکے سلطنت ظلم وجبر کی قائم ہوئی اسیطرح پر اس کلام وجدال کا یہ نتیجہ ہوا
کہ جہالت اور شکوک اور توہمات کی ایسی زیادتی ہوگئی جسکی کوئی حد نہین اور پھر تو ایسا زمانہ
آگیا جس مین لوگ محض تقلید پر قانع ہوگئے اور حق کو باطل سے جدا نہ کر سکے فقیہہ وہ
کہلانے لگا جو اقوال فقہا کو یاد کر کے بیہودہ بکے اور تکلف کی باتین کرے محدث وہ ٹھہرنے

رہ جاوین اُنکی نسبت یہ کہہ دیا جاوے کہ وہ بدعتی اور فاسق تہے ہمارے علمانے اُنکے
کلام کو رد کردیا ہے پس صوفی تصوف کی برکت سے اور محققین تحقیق کے سبب سے اور زاہد
اور متورع اپنے زہد کے ذریعہ سے محفوظ رہے اور اُنکے اقوال پر عمل کرنا بسبب بہتون
کی مخالفت کے جائز نہ ٹھہرا پس اگر ہم ایسی حالت مین کتاب و سنت کو ہاتھہ پر نہ اُٹھالین
اور اپنے دل سے ان سب باتون کو نکالکر خدا اور رسول کے کلام پر رجوع نہ کرین تو حقیقت
مین ہم دین کو شرم کے ہاتھہ پر بیچنے والے اور خدا کو پابندی رسم و رواج کے سبب سے چھوڑنے
والے اور اپنے دل کو نور ایمان سے خالی کرنیوالے ہونگے اسی حالت کو دیکھکر امام
غزالی احیا مین فرماتے ہین کہ فلا یغرنك قول من یقول الفتوی عماد الشرع ولا
یعرف علله الا یعلم الخلاف وانما یشتغل به من یشتغل بطلب الصیت والجاه
فکن من شیاطین الجن فی اٰمار واحترز من شیاطین الانس فانهم اراحوا شیاطین
الجن من الناس فی الاغواء والاضلال یعنی مت مغرور ہو اس قول پر فقہا کا فتوے
شرع کا ستون ہے اور اُسکی علتون کا بغیر علم کلام کے جاننا دشوار ہے ایسی باتون پر وہی
متوجہ ہوگا جسکو دنیا کی عزت اور شہرت منظور ہوگی پس ایسے شیطانون کے ہوتے ہوئے
اصل شیطانون سے بیخوف ہو جاؤ اور اُنکا خوف نہ رکھو اس لیے کہ ان شیاطین الانس
نے اصل شیطانون کو سُلا دیا ہے اور اُنکی خدمت اپنے ذمے لیکر لوگون کو گمراہ کرکے
اصل شیطانون کو چین دیدیا ہے کہ وہ تو سوتے ہین اور یہ اُنکا کام کرتے ہین اور مثل
اسی کے اَور محققین نے بھی فرمایا ہے جیسا کہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

جو مجتہدین فی الشرع کے بنا یے ہوے اصول اور قواعد کی تقلید کرتے ہین اور بہ تسلیم اُن قواعد اور اصول کے احکام اور مسائل کا استخراج کرتے ہین اور گو کہ اس طبقے کے لوگ مجتہدین فی الشرع سے بعض احکام فروعی مین مخالفت کرتے ہین مگر وہ جس مجتہد اور امام کے اصول پر چلتے ہین اُسی کے مذہب مین داخل سمجھے جاتے ہین اور معارضین فی المذہب سے علٰحدہ سمجھے جاتے ہین مثلاً قاضی ابو یوسف اور امام محمد رحمہ اللہ علیہما اور دیگر یاران امام ابو حنیفہ اس طبقے کے لوگ ہین اس لیے کہ وہ اُنہین اصول سے جو امام ابو حنیفہ کے قائم کیے ہوے ہین استخراج مسائل کرتے ہین اور مثل امام شافعی وغیرہ کے اُن سے اصول مین مخالفت نہین کرتے مگر بلحاظ اصول مقررہ اُنکے احکام مین اُنسے مخالف ہو جاتے ہین۔

تیسرا طبقہ مجتہدین فی المسائل کہلایا جاتا ہے اس طبقے مین وہ لوگ داخل ہین جو اپنے امام کی کسی شے مین مخالفت نہین کرتے نہ اصول مین نہ فروع مین اُنکو استخراج مسائل کی قدرت نہین ہوتی مگر جن مسائل کو صاحب مذہب نے صاف بیان نہین کیا اُن کو اپنے امام کے مقرر کیے ہوے اصول اور قواعد کی پابندی سے استنباط کر سکتے ہین اس طبقے مین داخل ہین خصاف اور ابو جعفر طحاوی اور ابو الحسن کرخی اور شمس الائمہ حلوائی اور شمس الائمہ سرخسی اور فخر الاسلام بزدوی اور فخر الدین قاضی خان وغیرہ۔

چوتھا طبقہ اصحاب تخریج کہلایا جاتا ہے اس طبقے مین وہ مقلدین داخل ہین جو کسی قسم کے اجتہاد کی قدرت نہین رکھتے اصول اور قواعد کا بنانا اور مسائل کا استخراج کرنا اور پچھلے

جوکہ احادیث صحیح اور غلط کو حفظ کرکے بے سمجھے بوجھے کہانیون کیطرح نقل کرے اور سوائے چند شاذ آدمیون کے جو خاص خدا کے بندے تھے اور جو کسی کے ذلیل کرنے سے ذلیل نہین ہو سکتے تھے بلکہ وہ خدا کی زمین مین اُسکی حجت تھے سب کے سب ایسے ہی ہو گئے اور پھر جو زمانہ آتا گیا اُس مین فتنہ بڑھتا ہی گیا اور تقلید کو زور شور ہی ہوتا گیا یہان تک کہ آخر کار معاملات دینی مین تحقیق کرنے کی عادت ہی جاتی رہی اور بزرگون کی رسمون ہی پر دینداری رہ گئی۔

جوکہ مین اس مقام پر تقلید کے کمال اور تحقیق اور اجتہاد کے ترک ہونے کا حال بیان کر رہا ہون اس لیے وہ تنزلات جو علم اور تحقیق نے اس تقلید کے سبب سے پائے اسکو ایک بڑے فقیہ کے قول سے ثابت کرتا ہون۔

محقق ابن کمال باشا نے فقہا کے طبقات کو جس طرح پر ذکر کیا ہے اُسی مین نقل کرتا ہون تاکہ ثابت ہو کہ تقلید مین بھی کتنے درجے اُس فقیہ نے قائم کیے ہین محقق موصوف نے فقہا کے ساتھہ طبقے بیان کیے ہین۔

پہلے طبقے کا نام * مجتہدین فی الشرع ہے جسکا کام ہے استخراج کرنا مسائل کا کتاب وسنت سے اور قائم کرنا قواعد اور اصول کا واسطے استخراج مسائل کے۔

اس طبقے مین امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالی عنہم داخل ہین۔

دوسرے طبقے کو مجتہدین فی المذہب کہتے ہین اس طبقے مین وہ لوگ داخل ہین

* شامی حاشیہ درمختار۔

تقلید کو اختیار کیا اور اجتہاد اور عمل بالحدیث سے ہاتھ اُٹھا لیا کہ جب بڑے بڑے علما
کہ جو امام اور شمس الائمہ کہلائے جاتے ہین اور بڑے بڑے مؤلف جنکی کتابون کے
پڑھنے سے لوگ عالم اور فقیہ ہو جاتے ہین چھٹے طبقے اور پانچوین طبقے مین پڑے
ہوے ہین تو پھر دوسرا کون ہے جو اجتہاد کر سکتا ہے یا کتاب و سنت سے مسائل کا
استخراج کر سکتا ہے اور اس امر کو کہ یہ قول اُن کا صحیح ہے یا غلط ہم پیچھے بیان کرتے ہین
جو کہ ہمارے اس بیان سے اجتہاد کے خاتے کا زمانہ اور تقلید محض پر عمل کرنے کا
حال بخوبی معلوم ہو گیا اس لیے اب ہم اس امر کو بیان کرتے ہین کہ باہم ائمہ کی مسائل
فقہی مین اختلاف کیون ہوا اگرچہ جو مختصر کیفیت بنائے مذاہب کی ہمنے اوپر بیان کی اُس
سے سبب اختلاف کا بھی معلوم ہوتا ہے لیکن چونکہ اس اختلاف کو دیکھکر لوگون کو بہت سے
شبہات پیدا ہوتے ہین اور ایک دین اور ایک شریعت مین ایسی کثرت سے اختلاف ہونے پر
ہر شخص کو حیرت ہوتی ہے کوئی پوچھتا ہے کہ جب قرآن و حدیث پر سب کا عمل ہے تو پھر
کیا قرآن و حدیث مین باہم اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ جب تبع تابعین کے مذہب کی
بنا تابعین پر اور تابعین کی صحابہ پر ہے تو کیا صحابہ باہم مختلف تھے اگر تھے تو باوجودیکہ سبنے
ایک ہی نبی کو دیکھا اور ایک ہی پیغمبر سے دین کو لیا تو پھر اُس مین اُنکے اختلاف کیونکر ہوا
اور باوجود اس اختلاف کے جب لوگ یہ سُنتے ہین کہ چارون مذہب حق ہین اور جو اختلاف
اُن مین ہے وہ رحمت ہے تو اَور بھی زیادہ تعجب ہوتا ہے اور دل مین اَور بھی کچھہ خیال
کر کے ہر شخص ساکت ہو جاتا ہے اس لیے ہم اس اختلاف کے اسباب کو ذرا تفصیل

طبقے سے مخالفت کرنا کیسا وہ کسی طرح پر اجتہاد کا نام ہی نہین لے سکتے مگر بسبب ضبط رکھنے اصول اور قواعد کے اُن کو یہ قدرت ہوتی ہے کہ وہ کسی قول مجمل ذو جہتین کی تفصیل اور کسی حکم مبہم محتمل امرین کی تشریح کردین مگر وہی قول اور وہی حکم جو کہ صاحب مذہب سے یا اُنکے اصحاب سے منقول ہوا اور اس مین اُن کو اپنے امام کے اصول پر نظر رکھنا اور اُسی قسم کی دوسری فروع پر قیاس کرنا اور دیگر نظائر اور امثال کا خیال رکھنا ضروریات سے ہے اس طبقے مین امام رازی اور مثال اُنکے اور شخص داخل ہین اور جو ہدایہ مین لکھا ہے کہ کذا فی تخریج الکرخی و تخریج الرازی وہ اسی قبیل سے ہے۔

پانچوان طبقہ اصحاب ترجیح کہلایا جاتا ہے یہ وہ مقلدین ہین جو بعض روایات کو بعض پر ترجیح دیتے ہین مثل ابو الحسن قدوری اور صاحب ہدایہ وغیرہ کے جنکو اس کہنے کی قدرت ہے کہ ہذا اولی ہذا اصح ہذا اوفق للناس۔

چھٹا طبقہ اُن مقلدین کا ہے جو کہ قوی اور ضعیف کی تمیز مین قدرت رکھتے ہین اور اقوال مردودہ اور روایات ضعیفہ کی نقل نہین کرتے مثل صاحب کنز اور صاحب مختار اور صاحب وقایہ اور صاحب مجمع وغیرہ اہل متون کے۔

ساتوان طبقہ اُن مقلدین کا ہے جو اُسکی بھی قدرت نہین رکھتے اور موٹے ڈبلے مین کچھہ تمیز نہین کرسکتے۔

اب جو شخص ان طبقات فقہا پر غور کرے وہ خود سوچ سکتا ہے کہ فقہ کی ابتدا کیا تھی اور انتہا کیا ہوئی زیادہ تشریح کی کچھہ حاجت نہین ہے اس بات پر خیال کرکے لوگون نے

باہم مختلف نہین ہین اسلیے چارون مذہب اہل سنت ہی کے کہلا یے جاتے ہین۔
دوسرا اختلاف مسائل اور فروع مین مسائل اور فروع سے فقہ کے مسائل مراد ہین
اوران مین چارون مذہب البتہ باہم مخالف ہین اور صحابہ بھی باہم مخالف تھے اس لیے
انس اختلاف کے اسباب بیان کرتے ہین تاکہ معلوم ہو کہ صحابہ مین بعد زمانہ نبوت کے
کیون اختلاف ہوا۔

مدار صحابہ کے اقوال اور افعال اور احکام اور مسائل کا قرآن وحدیث پر تھا اور
چونکہ قرآن پیغمبر صاحب ہی کے سامنے جمع ہوگیا تھا اس لیے کسی ایسے مسئلے مین
جو قرآن مین صاف موجود ہے باہم اختلاف نہین ہوا اور احادیث پیغمبر صاحب کے
روبرو جمع نہوئی تھین اسلیے جن مسائل کا استخراج حدیث پر موقوف تھا اور ہے اُنہین مین
اختلاف ہوا اور اُسکے کئی سبب ہین +۔

اول اختلاف سماعت یعنی ایک صحابی کا کسی حدیث یا حکم نبوی کو سننا اور
دوسرے کا نہ سننا مثلاً پیغمبر صاحب نے کوئی حکم دیا یا کچھہ فرمایا یا کوئی فتوی دیا تو جو
موجود تھا اُسنے سُنا اور دیکھا اُسنے تو اُسپر عمل کیا دوسرے صحابی نے اُسے نہ سُنا نہ دیکھا
نہ جس صحابی نے سنا اور دیکھا تھا اُس سے اُس دوسرے صحابی کو روایت پہونچی تو
اُس دوسرے صحابی نے جب ویسا ہی معاملہ پیش آیا خود اجتہاد کیا پس اگر اُس حدیث
کے موافق ہوا تو دونون صحابی متفق ہوے اور اگر اجتہاد مین خطا ہوئی تو اُنمین اختلاف ہوا

+ دیکھو حجۃ اللہ البالغہ۔

کے ساتھہ بیان کرتے ہین تاکہ لوگون کے دلون سے شبہات دور ہون اور وہ اس اختلاف فروعی کو اصول کا اختلاف سمجھکر دل مین اپنے دین کی حقیت مین شک نہ کرنے لگین۔

یہہ بات تو اوپر ہم لکھہ چکے ہین کہ تبع تابعین کے مذہب کی بنا تابعین پر اور اُنکی صحابہ پر ہے تو جو اختلاف باہم صحابہ کے ہوا وہی اختلاف تبع تابعین مین چلا آیا اور جب تبع تابعین نے مذہب کی بنیاد ڈالی تو اُنکے آپس مین بھی وہی اختلاف رہا اس لیے ہم اول صحابہ مین باہم اختلاف ہونے کا سبب بیان کرتے ہین۔

پہلے اس امر کو ذہن نشین کرنا چاہیے کہ اختلاف جو مسلمانون مین بعد زمانہ نبوت کے ہوا وہ دو قسم کا ہے ایک اختلاف عقائد اور اصول مین دوسرے اختلاف مسائل اور فروع مین اختلاف عقائد اور اصول کا وہ ہے جو کسی اصول دین مین ہو مثل توحید اور نبوت اور معاد اور فرضیت روزہ اور نماز اور حج اور زکوۃ وغیرہ کے یا کسی عقیدے مین عقائد دین کے ہو مثل خلافت اور حقیت اجماع صحابہ اور وجوب محبت اہلبیت واصحاب اور عدم تکفیر اہل قبلہ اور مرتکبان کبائر کی اور مثل اُسکے اور عقائد جنپر اعتقاد کرنا بنصوص صریح ضروری ہے پس جو شخص عقائد اور اصول مین مخالف ہے وہ بدعتی اور اہل سنت کے گروہ سے خارج ہے مثل معتزلہ اور قدریہ اور مرجیہ اور شعیہ اور خوارج کے اور نہ صحابہ مین اور نہ تابعین مین اور نہ تبع تابعین مین نہ کسی امام مین ائمہ اربعہ سے ایسا اختلاف ہوا بلکہ سب اصول اور عقائد مین متفق ہین اور ایک امر مین بھی ضروریات دین سے اور ایک عقیدے مین اعتقادات اہل سنت سے

چھٹے اختلاف ضبط یعنی پیغمبر صاحب نے کسی امر مین کچھہ فرمایا یا حکم دیا اور کوئی صحابی اُسکا مطلب اور ہی کچھہ سمجھا جیسا کہ حضرت عمر یا حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ مُردے کو اُسکے گھر والون کے رونے سے عذاب ہوتا ہے کہ اس حدیث کو سنکر حضرت عائشہ نے کہا کہ یہہ صحیح نہین ہے اور راوی نے غلطی کی ہے بلکہ حقیقت اسکی یہہ ہے کہ پیغمبر صاحب ایک یہودیہ کے جنازے پر گذرے کہ اُسکے گھر والے روتے تھے حضرت نے فرمایا کہ یہہ تو روتے ہین اور وہ قبر مین عذاب بیجا ہے پس مطلب یہ تھا کہ یہ تو اُسکے لیے روتے ہین اور وہ اپنے عذاب مین مبتلا ہی نہ وہ مطلب ہے جو راوی سمجھا اور جس سے عذاب کو رونے کا معلول سمجھہ کر ہر مُردے کی نسبت اس حکم کو عام تصور کیا۔

ساتوین علت حکم مین اختلاف ہونا یعنی پیغمبر صاحب نے کوئی حکم دیا یا کوئی کام کیا اور دیکھنے والون نے اپنے نزدیک اُسکی علت + اور وجہہ قائم کی اور اُس مین اختلاف ہوا مثلاً پیغمبر صاحب ایک جنازے کو دیکھکر کھڑے ہو گئے تو کسی نے قیام کی علت تعظیم ملائکہ خیال کی کسی نے ہول موت اُسکی علت سمجھی اور اپنی اپنی سمجھہ کے موافق اُسکی تعمیم اور تخصیص پر رائے قائم کی۔

آٹھوین دو مختلف حدیثون کے جمع کرنے مین اختلاف ہونا جو کہ عادات اور مباحات اور سنن مین ایک ہی امر کی پابندی حضرت کو نہ تھی اور احکام مین ہی

+ یہہ خرابی اس لیے پڑتی ہے کہ علت کا علت ہونا نص سے قرار نہین دیا بلکہ اپنی سمجھہ سے قرار دیا۔

دوسرے ترک اجتہاد یعنی صحابی کا اپنے اجتہاد سے پھر جانا مثلاً صحابی نے کسی امر مین اجتہاد کیا اس سبب سے کہ کوئی حدیث اُس کو نہ پہونچی تھی اور پھر اُسکو کسی سے وہ حدیث پہونچ گئی تو اُسنے اپنے اجتہاد کو ترک[+] کیا اور حدیث پر عمل کیا لیکن جن لوگون نے پہلے اجتہاد کو صحابی کے سنا اور اُس سے رجوع کرنے کی خبر اُسے نہ ملی اُسنے صحابی کے پہلے ہی قول پر عمل کیا۔

تیسرے اشتباہ فی الحدیث یعنی حدیث کی صحت مین شک رہنا اور اُسپر کسی صحابی کا عمل نکرنا یہ تو کوئی صحابی نہین کرسکتا تھا کہ باوجود صحت کسی حدیث کے اسکو ترک کرتا اور اپنے اجتہاد پر عمل کرتا مگر جب اوی کسی حدیث کا ضعیف اور قابل کامل اعتبار کے نہوتا تو صحابی اپنے اجتہاد پر قائم رہتے اور اُس حدیث کو صحیح نہ جانکر اُسپر عمل نہ کرتے اور بعض حدیث کا نام سنتے ہی اُسپر عامل ہوجاتے اور اُسکے ضعف اور قوت کو نہ دیکھتے۔

چوتھے سمجھہ مین اختلاف ہونا یعنی چند صحابیون نے پیغمبر خدا کو ایک کام کرتا ہوا دیکھا کسی نے اُسکو عبادت پر کسی نے اُسکو عادت پر کسی نے اُسکو قربت پر کسی نے اُسکو اباحت پر محمول کیا اور اس سے باہم اختلاف ہوا۔

پانچوین سہو و نسیان یعنی کسی صحابی نے گو خود پیغمبر صاحب سے کچھہ سُنا یا کچھہ کرتے دیکھا مگر اُسے یاد نرہا اور بھول گیا۔

[+] اور یہ بھی ممکن ہے کہ خود اُس اجتہاد مین کچھہ نقص پایا اور اُسکو چھوڑ دیا۔

مین بیان کرتا ہون —

اگلے زمانے مین یعنی تابعین اور تبع تابعین کے وقت مین دو قسم کے عالم تھے
ایک تو وہ جو رائے اور قیاس سے بہت بچتے تھے اور فتوے اور استخراج سے بہت
ڈرتے تھے اور سوائے اشد ضرورت کے استنباط کرنے کو پسند نہ کرتے تھے اُنکی
ساری ہمت اس طرف مصروف رہتی تھی کہ احادیث نبوی کی روایت کرین اور جہانتک
ہوسکے تمام احکام اور مسائل کو اُنہین سے ثابت کردین اور وہ اسی واسطے احادیث
کے جمع کرنے مین بہت سی محنت کرتے تھے چنانچہ جب اُنہون نے احادیث کو جمع
کرلیا اور ضعیف اور قوی کو علیحدہ کرلیا تو اُنہون نے کتاب وسنت ہی کو اصول استخراج
مسائل کا ٹھہرایا اور اُسی کی تصحیح اور تنقیح کے لیے قواعد مقرر کیے تاکہ معلوم ہوجاوے کہ کونسی
حدیث اصلی ہے اور کونسی بے اصل ہے —

پس اس طبقے کے لوگون کو جب ضرورت کسی مسئلے کی ہوتی تو وہ قرآن سے رجوع
کرتے اگر اُس سے بصراحت نکل آتا تو پھر کسی اور طرف توجہ نکرتے اگر اُس سے معلوم
نہوتا یا اُسمین اور احتمالات ہوتے تو وہ سنت پر رجوع کرتے اور جو کچھ حدیث مین پاتے
اُسپر عمل کرتے اور حدیث پر عمل کرنے کے لیئے نہ وہ اسکا لحاظ کرتے کہ اور فقہا اسپر
عمل کرتے ہین یا نہین اور سب لوگ اسپر چلتے ہین یا نہین اور مجتہدین کا اجتہاد اُسکے
مطابق ہے یا نہین بلکہ وہ اسکی بھی پروا نہ کرتے کہ صحابہ اور تابعین نے بھی اسپر
عمل کیا ہے یا نہین بلکہ اگر کوئی حدیث ایسی ہوتی کہ ایک ہی شہر کے لوگ اُس سے

تکمیل اور اصلاح مناسب ہوتی رہتی تھی اس لیے جو قول یا فعل یا حکم مختلف ہوتا اُسکے
توافق مین صحابہ مین اختلاف ہوتا کوئی اباحت کو بسبب ضرورت کے اور نہی کو بوجہ
انقضاے ضرورت کے خیال کرتا کوئی ایک کو ناسخ اور دوسرے کو منسوخ سمجھتا
اور جو صحابی صاحب فراست اور صاحب علم تھے وہ عادات کو عبادات سے اور سنن کو
واجبات سے جدا کرتے اور ایک کو دوسرے مین نہ ملاتے اور جو اس مین تمیز نہ کرتے
وہ سب کو عبادات اور واجبات ہی خیال کر کے اختلاف عادات کو اختلاف فی العبادات جانتے
جو کہ ہم اختلاف مذاہب کا سبب بھی بیان کر چکے اس لیے ہم اُس فرق کو بیان کرتے
ہین جو اجتہاد اور عمل بالحدیث مین ہے۔

عمل بالحدیث اور اجتہاد مین جو فرق ہے اُسکا بیان

بہت سے لوگ ایسے ہین کہ جن کو عمل بالحدیث اور اجتہاد مین فرق نہین معلوم ہوتا
بلکہ جب وہ سنتے ہین کہ جو لوگ حدیث پر عمل کرتے ہین اور اصحاب حدیث کہلاتے
جاتے ہین اُن مسائل کو جنکی تصریح حدیث مین نہین ہے اپنے قیاس سے استخراج
کرتے ہین اور جو لوگ اجتہاد کرتے ہین اور اصحاب الرای کہلاتے جاتے ہین وہ
بھی اُن مسائل مین جو بتصریح کتاب و سنت مین موجود ہین اجتہاد نہین کرتے اور اُسی پر
عمل کرتے ہین اور دونون کا ماخذ کتاب و سنت ہے اور دونون کو قیاس سے کام
لینا پڑتا ہے تو یہہ دونون مین ما بہ الامتیاز کیا ہے اسلیے دونونمین جو فرق ہے اُس کو

وہ کسی اصول اور کسی قاعدہ کے پابند نہوے اس لیئے اُنکا قیاس بھی قیاس اور رائے مین داخل نہوا چنانچہ اسی گروہ مین سے ہوے ہین عبدالرحمن بن مہدی اور یحیی بن سعید اور یزید بن ہارون اور عبدالرزاق اور مسدد اور ہناد اور امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور فضل بن دکین اور علی مدنی وغیرہ کہ یہہ سب اصحاب حدیث مین داخل ہین ۔

اس بات کے سننے سے بھی لوگون کو تعجب ہوگا کہ اتنی حدیثین کہان سے ملی ہونگی جن سے سب مسائل نکل آیے ہون اور بغیر اس قیاس اور رائے کے جسے مجتہدین نے اختیار کیا اُنکا کام چلا ہو لیکن اُنکا تعجب اس سے رفع ہوسکتا ہے کہ وہ اونکی کتابون کو دیکھین اور جو کچھہ محنتین اُنہون نے احادیث کے جمع کرنے مین اپنے اوپر اٹھائین اُسپر خیال کرین تاکہ اُنکو معلوم ہو کہ جن لوگون نے اس قاعدے پر فقہ کی تدوین کی ہے اُنکو کوئی ایسا مسئلہ جسکو اگلے لوگون نے نکالا تھا یا اُنکے وقت مین مجتہدین نے قیاس سے استخراج کیا تہا ایسا نہ ملا جس مین کوئی حدیث مرفوع متصل یا مرسل یا موقوف صحیح یا حسن یا لائق اعتبار نہ ملی ہو یا خلفاے راشدین کے آثار اور فقہاے نامی کے اقوال سے اُسکا ثبوت نہوتا ہو یا اُنکے عمومات اور اشارات سے اُسکا استنباط نہ ہوسکتا ہو بیشک اس مین یہہ بڑی دقت تھی کہ بہت سی احادیث جمع کرنی پڑتین اور اُنکی تصحیح اور تنقیح کی محنت اُٹھانی پڑتی اور اُنکے ناسخ اور منسوخ کا لحاظ رہتا اور جو مختلف حدیثین ہوتین اُنکا اختلاف دور کرنا یا اُنکے وجوہات کا دریافت کرنا پڑتا ۔

جو کوئی اصحاب حدیث کی فقہ کی تدوین پر غور کرتا ہے اُسکی آنکھون کے سامنے بہت

واقف ہوتے یا ایک ہی گھر کے لوگ اُسپر عامل ہوتے پس وہ اپنے عمل کی سند کے لیے اُسے لے لیتے اور سوائے اسکے کہ وہ حدیث کی صحت ثابت کرلیں اور کسی طرف توجہ نہ کرتے اور نہ کسی اصول اور کسی قاعدہ کی پابندی کرتے ۔

اگر حدیث سے اُسکا پتہ نہ چلتا تو وہ صحابہ اور تابعین کے اقوال پر نظر کرتے پس اگر اُس بات پر جمہور صحابہ اور تابعین کو متفق پاتے تو فبہا ورنہ بلا لحاظ کسی قوم اور کسی شہر اور کسی فرقے کے جسکو وہ اپنے نزدیک زیادہ عالم اور فقیہہ اور متقی جانتے اُسکے قول کو اختیار کرتے ۔

اگر اس سے بھی مطلب نہ نکلتا یعنی اُس مسئلے کا اقوال صحابہ و تابعین سے حال معلوم نہوتا تو وہ قیاس کرتے مگر اُنکا قیاس منطقی قیاس کی مانند نہوتا تھا اور اُسکے لیے کچھہ دقیق اصول اور مشکل قواعد کی پابندی نہ تھی بلکہ اُنکا قیاس یہہ تھا کہ وہ عمومات کتاب و سنت اور اُسکے اشارات اور مقتضیات پر تامل کرتے اور صرف اپنے یقین اور اطمینان قلبی پر لحاظ کرتے اُسکی علت نکال لیتے اور جسمین وہ علت پاتے اُسپر وہی حکم لگاتے اور اور مسائل کی نظیرین اور مثالین دیکھکر اپنا کام چلا لیتے ۔

یہہ طریقہ اُنکا ٹھیک ٹھیک اصحاب رسول کا سا تھا اور یہی قاعدہ استخراج مسائل کا صحابہ مین جاری تھا اور اُسکے ثبوت مین ہزارہا اقوال صحابہ کے موجود ہین جنمین سے کچھہ کچھہ ہم آیندہ بیان کرینگے ۔

غرضکہ اس طور پر مسائل کے استخراج کرنیوالے اصحاب حدیث کہلائے گئے اور جنکی

کیا نہ اُسکی کچھہ ترتیب ایسی کی کہ جسپر عمل آسانی سے ہوسکے اور پہر پیچھے بہی محدثین نے اُسکی صحت اور سقم پر چندان توجہ نکی چنانچہ اسی طبقے مین ابو علی اور طیاسی اور بہیقی اور عبدالرزاق اور ابی بکر ابن شیبہہ اور عبد بن حمید اور طحاوی اور طبرانی ہین ۔

چوتہے طبقے مین وہ لوگ ہین جنہون نے بہت عرصے کے بعد حدیث کی کتابون کا لکہنا شروع کیا اور جو حدیثین پہلے اور دوسرے طبقے مین جمع نہوئین اور مسانید اور جوامع مین چہپی ہوئی پڑی تہین یا اُن واعظون اور خوش گپ عالمون کو یاد تہین جو ضعفا مین داخل تہے اور جنکی حدیث کو محدثین محققین پایہ اعتبار سے ساقط جانتے تہے اُنکو انہین نے جمع کر دیا اور آثار صحابہ اور تابعین کو اور احبار بنی اسرائیل کو اور کلام حکما اور وعاظ کو بہی اُس مین شامل کر دیا چنانچہ عمدہ حدیث اس طبقے کی وہ ہے جو کہ ضعیف محتمل ہو اور موضوعات کا تو کچھہ ذکر ہی نہین ہے چنانچہ یہی طبقہ مادہ ابن جوزی کی کتاب موضوعات کا ہے ۔

پانچوین طبقے مین وہ لوگ داخل ہین جنہون نے اُن باتون کو جو فقیہون اور صوفیون اور مورخون کی زبانون پر تہین اور جنکی کچھہ اصل چارون طبقات مین نہ تہی لیکر حدیث مین داخل کر دیا اور انہین احادیث پر اہل بدعت اور معتزلہ وغیرہ نے سند کر کے اہل سنت پر اعتراضات کرنا شروع کیا اور بہت سے عالمون نے دہوکا کہایا خصوصاً اُن حدیثون مین جنکو ہوشیار دنیا طلب عالم نے قوی اسناد سے اُسمین داخل کر دیا اور جنکو کلام بلیغ اور فصیح کے پیرایے مین ادا کیا تو ان احادیث سے سوائے بڑے محقق محدث کے ہر شخص

سی عجیب غریب باتین پیدا جاتی ہین اور اوسکے دلپر فنون احادیث پر تامل کرنے سے ایک اور ہی قسم کی تاثیر ہوتی ہے -

افسوس ہے کہ جس مضمون کو ہمنے لکھنا شروع کیا ہے اُسکے لیے دفتر کے دفتر چاہئین اور اگر مختصر طور پر بھی کچھ کچھ ہم لکھین تو بھی ایک بڑی کتاب ہوجاے اور ہم چند صفحون مین اُسے ختم کیا چاہتے ہین اس لیے بہت ہی مختصر طور پر اب ہم اُسکو بھی بیان کرتے ہین کہ اصحاب حدیث نے تدوین فقہ کے لیے کیا طریقہ اختیار کیا اور پھر اُسکے کتنے درجے اور طبقے ہوگئے + پس پہلا طبقہ اہل حدیث کا وہ ہوا جسنے احادیث کو جمع کیا اور فقہی مسائل کا اُسپر مدار رکھا اس طبقے کے لوگون کے نام اوپر ہم لکھ چکے ہین پھر دوسرا طبقہ وہ ہوا جسنے حدیث کے دوسرے فن پر توجہ کی یعنی اُن حدیثون کو جنکی صحت پر بڑے بڑے اہل حدیث کا اجماع تھا علحدہ کیا اور اُن حدیثون کو جو متعلق فقہ کے تھین جن پر شہرون کے فقیہہ اور قصبون کے عالم اپنا مذہب چلاتے تھے جدا کرکے ہر حدیث کو باعتبار اُسکے اقسام کے ترتیب دیا اس طبقے مین امام محمد اسمعیل بخاری اور مسلم اور ابوداؤد اور عبد بن حمید اور دارمی اور ابن ماجہ اور ابو العلی اور ترمذی اور نسائی اور دارقطنی وغیرہ داخل ہین -

تیسرے طبقے مین وہ لوگ داخل ہین جو بخاری اور مسلم کے پہلے تھے یا اُن کے زمانے مین یا اُنکے بعد ہوے اور جنہون نے مسانید اور جوامع اور مصنفات کو تالیف کیا اُنہون نے جو حدیث پائی اُسے جمع کردیا نہ اُسکو چھانٹا نہ اُسمین اقسام حدیث کو بیان

+ اسکی تفصیل ہمنے ایک علحدہ مضمون مین جو بہ نسبت کتابون کے لکھا ہے کی ہے وہ بھی عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ چھپیگا

کی بنا کہتے تھے اور اُسکے پھیلانے ہی کو دین کا پھیلانا سمجھتے تھے اور احادیث نبوی
کا بہت لحاظ کرتے تھے اور اُسمین کمی بیشی ہوجانے سے بہت ڈرتے تھے انکا قول
تھا کہ ہم پیغمبر صاحب تک اپنے مسائل کا سلسلہ نہین پونہچاتے بلکہ اُنسے پیچھے ہی پر
ختم کر دینے کو پسند کرتے ہین تاکہ جو کچھہ نقصان یا زیادتی ہو وہ اُنہین لوگون کی گردن پر
رہے ہم مواخذے سے محفوظ رہین چنانچہ ابراہیم نخعی کا مقولہ تھا کہ قال عبداللہ و
قال علقمۃ احب الینا کہ یہہ کہنا مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے کہ کہا عبداللہ نے ایسا
اور کہا علقمہ نے ویسا پس ان لوگون کو جب ضرورت فقہ کی تدوین کی ہوئی تو اُنکے
پاس اتنی حدیثین پیغمبر کی اور آثار صحابہ کے نہ تھے جس سے وہ اپنے مسائل کو اُن سے
نکال سکین اور صرف اُنھین چند آسان اصول کی پابندی سے جنسے اہل حدیث احکام نکال
لیتے تھے اپنا کام چلا سکین اُنکے دلون نے اس بات کو بھی قبول یا پسند نکیا کہ وہ اپنے
اپنے شہرون کے علما اور فقہا کے قولون کے پابند نہ رہین اور اَور شہرون اور مقامون
کے فقہا اور علما کے اقوال کی تحقیق کر کے اُن سب کو ملا دین اور اُنسے بحث کر کے اپنا
کام نکالین بلکہ اُنھون نے اپنے آپ کو براہ کسر نفسی اس لائق نہ جانا اور اپنے امامون
اور اُستادون کو اعلی درجے پر پہونچا ہوا سمجھہ کر اَور ونکی طرف رجوع کرنا یا اُنکے اقوال کو
تحقیق کرنا فعل عبث تصور کیا اور اپنی ہمت کو اپنے ہی شہرون کے علما اور اپنے
ہی اور امامونکے اقوال پر قناعت کر لینے پر ختم کر دیا چنانچہ کسی نے کہا کہ عبداللہ سے
زیادہ کوئی محقق نہین ہے کسی نے کہا کہ علقمہ سے اچھا کوئی نہین ہے غرض کہ ایسے

نے دھوکا پایا جیساکہ شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہین ومنہا مادسہ الماجن فی دینہ العالم بلسانہ فاتی باسناد قوی لا یمکن الجرح فیہ وکلام بلیغ لا یبعد صدورہ عنہ صلے اللہ علیہ وسلم فاثار فی الاسلام مصیبۃ عظیمۃ لکن الجہابذۃ من اہل الاحادیث یوردون مثل ذلک علی المتابعات والشواہد فتہتک الاستار ویظہر العوار غرض کہ سوائے چوتھے اور پانچوین طبقے کے باقی طبقات اہل حدیث کے ایسے ہین کہ ہر وقت اور ہر زمانے مین اُسپر عمل کرنے سے آدمی اہل حدیث ہو سکتا ہے اور اپنی فقہ اور مسائل کا مدار طبقۂ اولی اور ثانیہ کی کتابون پر کر سکتا ہے اور جو لوگ ابتک اصحاب حدیث ہوے اور ہین اُنکا اسی پر عمل تھا اور ہے۔

یہہ کیفیت جو باختصار ہمنے اہل حدیث کی بیان کی سمجھنے والے کے لیے اصحاب حدیث کے طریق تدوین فقہ کے لیے کافی ہے اس لیے اب ہم مجتہدین اور اصحاب الرائے کے طریق اور اُنکے اصول کو بیان کرتے ہین۔

اوپر ہم بیان کر چکے ہین کہ اگلے زمانے مین دو قسم کے لوگ تھے ایک وہ جو رائے اور قیاس سے بہت بچتے تھے اور فتوی استخراج سے بہت ڈرتے تھے اور حدیثون ہی کو جمع کر کے اُنہین سے مسائل نکالتے تھے اور اس فرقے کو اصحاب حدیث کہتے تھے چنانچہ اسکا حال اوپر مذکور ہو چکا۔

دوسری قسم مین وہ لوگ داخل تھے جو کہ فتوے اور استخراج ہی کو دین سمجھتے تھے اور رائے اور قیاس سے مسائل کا استنباط کرنا ہی اچھا جانتے تھے اور فقہ کو دین

نتیجہ نکل آتا اور اُس سے مسئلہ معلوم ہو جاتا یا اُنکے کلام ایسے ہوتے کہ جنکا مطلب شایان ہی مین مذکور ہوتا اور کوئی حد جامع مانع اُسکی نہوتی تو ایسے کلام کی تحقیق کے لیے اہل زبان کی طرف رجوع کرنا پڑتا اور تحصیل ذاتیات اور ترتیب مقدمات اور ضبط مہمات اور تمیز مشکلات کے لیے تکلفات علمی کرنا پڑتے یا اُنکا کلام دو وجہون کا محتمل ہوتا تو ایک کی دوسرے پر ترجیح کرتے یا ایسا ہوتا کہ جسکی دلائل پوشیدہ ہوتین اُسکو صاف بیان کرتے یہان تک کہ ایسی تخریج کرنے والون مین سے بعضے ایسے ہوے ہین کہ جنہون نے اپنے امامون ہی کے فعل اور سکوت سے مسائل مین استدلال کیا ہے اسیواسطے اُنکی کتابین ایسے لفظون سے بھری ہین جنسے ہمارے اس قول کی تصدیق ہوتی ہے مثلاً القول المخرج لفلان کذا ویقال علی مذہب فلان او علی اصل فلان او علی قول فلان جواب المسئلۃ کذا وکذا پس جس طرح پر اصحاب حدیث اپنے مسئلون کو احادیث ہی سے نکالنا پسند کرتے تھے اسی طرح پر اصحاب تخریج اپنے مسائل کو اپنے ہی ائمہ کے اقوال سے نکالتے تھے اور چونکہ اصحاب حدیث کی نظر بہت سی حدیثون پر تھی اور اُنکو اکثر سب مسائل مین احادیث نبوی یا آثار صحابہ سے کوئی حدیث یا اثر مل جاتے تھے اسلیے اُنکو استخراج اور استنباط کے اصول اور قواعد بنانے اور راے اور عقل سے کام لینے کی نوبت نہ آئی اور اصحاب تخریج چونکہ اپنے ہی ائمہ کے اقوال پر قناعت کرتے تھے اور اُسی سے سارے مسئلے نکالنا چاہتے تھے اسلیے اُنکو اُس استخراج اور استنباط کے دقیق دقیق اصول اور باریک باریک قاعدے بنانے پڑے اور اُن مین راے اور عقل سے کام لینا پڑا۔

لوگون کے پاس ما وہ احادیث اور آثار کا بہت سا نہ تھا اور اُنکا علم چند شخصون ہی کے علم پر محدود تھا پس جب ایسے لوگون کو فقہ کی تدوین کی ضرورت ہوئی اور خدا نے اُنکو ذہن کی تیزی اور عقل کی چالاکی ایسی دی تھی کہ وہ اپنی فطانت اور فراست اور سرعت انتقال سے تخریج مسائل کی قدرت کامل رکھتے تھے اور چند ہی اصول سے وہ بے انتہا جزئیات نکال سکتے تھے تو اُنھون نے اپنے ہی اصحاب اور یارون اور اُستادون کے اقوال اور احادیث کو مدار فقہ کا بنایا اور اُسی تھوڑے سے سرمایے سے فقہ کی دولت کو بڑھانا چاہا تو اُنھون نے فقہ کو تخریج کے قاعدے پر ترتیب دیا اور ہزارون احادیث کے یاد کرنے اور خیال رکھنے سے اپنے تئین بچایا۔

تخریج کا قاعدہ کیا تھا۔ یہہ تھا کہ اُنھون نے اپنے اُستاد یا امام جسکو وہ قابل استناد سمجھے اُسکی کتاب اور اقوال کو پیش نظر رکھا اور مسائل کو اُنھین سے استخراج کرنا شروع کیا اگر کوئی مسئلہ اُس مین تصریح ہوتا تو خیر ورنہ اُنکے کلام کے عمومات پر لحاظ کرتے اور اُسی صورت پر اُس مسئلے کو نکال لیتے یا اُنکے کلام کے اشارات ضمنی پر خیال کرتے اور اُس سے استنباط کرتے پس اُنکے کلام کے یا اشارات اور مقتضیات ایسے ہوتے کہ اُس سے مطلب نکل آتا یا اُن مین ایسے مسائل تصریح مذکور ہوتے کہ مثل اُسکے اور مسائل اُسی نظیر کے اُسپر محمول کر لیے جاتے اگر اُنسے بھی کام نہ چلتا تو اُنکے کہولے ہوے حکمونکی علت دریافت کرتے اور جن مسائل کی اُنھون نے تصریح نکی تھی اُسی علت کے اتحاد سے اُسپر حکم قائم کر لیتے یا اُنکے بعض کلام ایسی ہوتی تھے کہ اگر دو کو ملا دین تو بموجب قیاس اقترانی یا شرطی کے

حالانکہ ایسا نہین ہے امام احمد حنبل اور اسحاق بن راہویہ بلکہ امام شافعی بھی اصحاب الرائے سے خارج اور اہل حدیث مین داخل سمجھے جاتے ہین لیکن آخر وہ بھی استنباط کرتے تھے اور قیاس سے کام لیتے تھے۔

غرض کہ مابہ الامتیاز دونون مین یہ ہے کہ جو کتاب و سنت کو بلا پابندی کسی شخص کے اصول کے پیش نظر رکھکر اُن سے مسائل کو لے یا استنباط کرے وہ اہل حدیث ہے اور جو کتاب و سنت کے علم کو پہلون ہی پر ختم سمجھے اور کسی شخص یا کسی فرقے کے اصول اور کلام ہی پر مدار فقہ کا رکھے اور اُسی کے مقرر کیے ہوئے اصول اور بتلائے ہوئے قاعدون پر استخراج کرے وہ صاحب الرائے ہے۔

چھٹے تقلید اور عمل بالحدیث پر ایک مقلد اور غیر مقلد کا مباحثہ

مقلد سائل حضرت حنفی ہین کہ شافعی۔

غیر مقلد مجیب مین محمدی ہون نہ حنفی نہ شافعی اس لیے کہ مین جس پیغمبر پر ایمان لایا اور جسکی نبوت کا معتقد ہوا اُسی سے اپنے آپ کو منسوب کرتا ہون۔

مقلد۔ معلوم ہوا کہ آپ غیر مقلد ہین اور تقلید کو آپ واجب نہین جانتے ہین۔

غیر مقلد۔ بلاشک مین تقلید کو واجب نہین جانتا اس لیے کہ نہ خدا کی کتاب سے اُسکا وجوب ثابت ہوتا ہے نہ رسول خدا کی کسی حدیث سے۔

مقلد۔ تقلید کا وجوب اجماع سے ثابت ہے اور اجماع کا اتباع واجب ہے اور

پس شروع شروع زمانے مین تو اصحاب تخریج بہی احادیث پر سند کرتے تہے گو وہ
حدیثین وہی ہون جو اُنکے اُستادون اور پیشواؤن سے اُنہین پہونچی تہین اور اُسوقت مین
وہ باریکیان جو پیچھے کرکے نکلین نہ نکلی تہین لیکن پیچھے کرکے تو اصحاب تخریج نے قیامت
ہی برپا کردی اور فقہ کو یونانی حکمت اور فلسفہ کا ہمسر بنا دیا لفظون سے معنی کا نکالنا اور
عبارت سے مقصد سمجھنا بغیر اُنکے اصول مقررہ کے غیر ممکن ہوگیا بلکہ الفاظ بیک طرف
حرفونکی تبدیل سے مطلب مین فرق آنے لگا (ف) اور (و) پر استدلال اور کلمے
کی تقدیم اور تاخیر سے مطلب اور کا اور ہونے لگا اور پہر جسقدر زمانہ بڑھتا گیا اور نبوت
کا عہد دور اور فلسفہ اور معقولات کا مسلمانون مین رواج ہوتا گیا اُسی قدر رائے اور قیاس
کو زیادہ دخل ہوا اور منقولات مین معقولات کا ایسا خلط ہوگیا کہ بغیر منطق کے قواعد
سیکہنے اور فلسفہ کے پڑہنے کے فقہ کی کتابون کا سمجھنا مشکل ہوگیا چنانچہ ابتک ہمارے
آپس مین مشہور ہے کہ بغیر منطق مین کامل استعداد کہنے کے کوئی ہدایہ سمجھہ ہی نہین سکتا
اور بلا واقف ہوئے محاورات جدیدہ جدلیہ کے کوئی بسوط سرخسی اور تبیین کا مطلب
دریافت نہین کرسکتا پس حقیقت مین اصحاب الرائے وہی ہین جو احادیث اور آثار کا تتبع نہین
کرتے اور متقدمین مین سے کسی کے اصول پر مسائل کی تخریج کرتے ہین اور نظیر کو
نظیر ہی پر محمول کرتے ہین اور یہہ مطلب اہل رائے سے نہین ہے کہ جو سمجھہ اور عقل کو
دخل دیتے ہین اور قیاس اور استنباط سے کام لیتے ہین اس لیئے کہ اگر رائے سے مراد
نفس فہم اور عقل ہو تو کوئی اہل حدیث نہو اور سب کے سب صاحب الرائے کہلایے جاوین

کر ہی نہین سکتے دوسرے جو مجتہد ہوے ہین وہ تقلید کے عدم وجوب کے معتقد رہے ہین خیر اب یہ فرمایئے کہ اجتہاد کی تعریف کیا ہے اور مجتہد ہونیکے لیے کیا شرط ہے۔

مقلد۔ والاجتہاد ھو فی اللغۃ تحمل الجہد الی المشقۃ وفی الاصطلاح استفراغ الفقیہ الوسع لتحصیل ظن بحکم شرعی ومعنی استفراغ الوسع بذل تمام الطاقۃ بحیث یحس من نفسہ العجز عن المزید علیہ وشرط الاجتہاد ان یجمع العلم بامور ثلثۃ الاول الکتاب والمراد بالکتاب قدر ما یتعلق بمعرفۃ الاحکام الثانی السنۃ قدر ما یتعلق بالاحکام ووجوہ القیاس بشرائطھا واقسامھا واحکامھا (تلویح) پس جو شخص کتاب اور سنت کو جسقدر کہ متعلق احکام کے ہو اور وجوہ قیاس کو جانے وہ مجتہد ہے۔

غیر مقلد۔ اگر کسی بات پر ایک زمانے کے مجتہدین نے اجماع کیا ہو اور دوسرے زمانے کے مجتہدین کا اجماع برخلاف اُسکے ہو تو دوسرا اجماع بھی واجب الاتباع ہے یا نہین۔

مقلد۔ قیل یشترط للاجماع اللاحق عدم الاختلاف السابق عند ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ ولیس کذلک فی الصحیح بل الصحیح انہ ینعقد عند اجماع متاخر ویرتفع الخلاف السابق من الاجماع اللاحق (نور الانوار) قولہ انہ ینعقد عندہ ای عند الامام الاعظم اجماع متاخرا ذالمعتبر انما ھو اتفاق مجتہد العصر سواء تقدم الخلاف ولا والدلائل الدالۃ علی حجۃ الاجماع لیست بعقیدۃ

اُسکا منکر کافر ہے۔

غیر مقلد۔ اجماع کی تعریف کیا ہے۔

مقلد۔ الاجماع ھو فی اللغۃ الاتفاق وفی الشریعۃ اتفاق مجتھدین صالحین من امۃ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام فی عصر واحد علی امر قولی او فعلی یعنی لغت مین تو اسکے معنی ہین اتفاق کے اور شریعت کی اصطلاح مین اتفاق کرنا نیک اور صلاحیت رکھنے والے مجتہدین کا امت محمدی سے کسی ایک زمانے مین اوپر کسی امر قولی یا فعلی کے۔

غیر مقلد۔ مجتہدین اور صالحین کے قیود کی وجہ بیان کیجیے۔

مقلد۔ المراد بالمجتھدین جمیع المجتھدین الکائنین فی عصر من الاعصار واحترز بہ عن اتفاق المقلدین واحترز بقولہ صالحین عن اتفاق مجتھدین ذوی ھوی وفاسقین (حاشیہ نور الانوار) وقید بالمجتھدین اذ لا عبرۃ باتفاق العوام وعرف بلام الاستغراق احترازا عن اتفاق بعض مجتھدی عصر (تلویح) واھل الاجماع من کان مجتھدا صالحا لما یستغنی عن الرای (نور الانوار) اسی سے معلوم ہوا کہ تمام اُن مجتہدین کا اتفاق ضرور ہے جو کہ نیک ہون اور صلاحیت راے دینے کی رکھتے ہون اور فاسق اور بدعتی نہون۔

غیر مقلد۔ اب آپ ہی انصاف فرمایئے کہ بعد ائمہ اربعہ کے کتنے مجتہدین صالحین کا اجماع تقلید کے وجوب پر ہوا ہے اول تو تقلید کی بدولت کسی پر مجتہد کا اطلاق آپ

اور بعضون نے یہہ کہا ہے کہ یہہ مخصوص ساتھہ صحابہ کے ہے ۔

غیر مقلد۔ اس اصول کے قائم کرنے سے غرض حضرات فقہا کی یہی ہے کہ انحصار مذاہب کا انہین چار مین ہوجاوے لیکن اگر اختلاف سے مراد ایک ہی زمانے کا اختلاف ہے تو وہ ان مذاہب مین بھی موجود ہی کہ امام مالک اور امام ابوحنیفہ دونون ہمعصر تھے اور باہم مخالف اور اگر ایک زمانے کے اختلاف کی خصوصیت نہین ہے پس کیونکر ہمارا اختلاف معتبر نہوگا جس طرح کہ امام شافعی اور احمد حنبل کا اختلاف معتبر ہوا+ اور موافق اصول ماعدا ہا باطل کے باطل نہ ٹھہرا۔

مقلد۔ الجواب عنہ صعب (نورالانوار) بیشک یہ ذرا مشکل بات ہے الا ان یقال الاختلاف المعتبر ھو الذی فی زمان واحد والشافعی وغیرہ اذا قالوا قولا انما یقولہ لا راذا جری بہ رای ابی یوسف ومحمد مع ابی حنیفۃ اوکان اختلاف بین الصحابۃ فاخذ ابوحنیفۃ رحمۃ اللہ بقول صحابی ومالک والشافعی بقول صحابی اٰخر (تفسیر احمدی) پس اختلاف معتبر وہی ہے جو ایک زمانے مین ہو اور اس سے مذہب شافعی وغیرہ کا باطل نہین ہوتا اس لیے کہ جو کچھہ انہون نے اختلاف کیا ہے یا تو وہی ہے جس مین پہلے سے امام ابوحنیفہ کے شاگرد ان سے مخالف تھے یا وہ اختلاف صحابہ مین پہلے ہی ہوچکا تھا۔

غیر مقلد۔ خدا کے لیے انصاف کرو کہ یہہ کیسی بارد دلیل ہے اور اسکا بیان کرنا عقلا کی شان سے کیسا بعید ہے کہ ایک زمانے کا اجماع دوسرے زمانے کے

+ یہ تقریر نورالانوار کی ہے

لعدم الاختلاف السّابق قوله ویرتفع الخلاف السّابق لان دلیل السّابقین المخالفین لم یبق دلیلاً یعتد به بعد ما انعقد الاجماع علی خلافه کما اذا نزل نص بعد العمل بالقیاس (حاشیہ نور الانوار) یعنی دوسرا اجماع خلاف اجماع سابق کے جائز ہے اور پہلا اجماع مرتفع ہوکر دوسرے اجماع کا اتباع واجب ہے اس لیے کہ دوسرے اجماع نے پہلے اجماع کو ایسا باطل کر دیا جس طرح کہ نص کے مل جانے سے قیاس کا حکم باطل ہوجاتا ہے۔

غیر مقلد۔ حضرت نسخ میں اور اس میں کچھ فرق ہے ولا نسخ بعد انقطاع الوحی۔

مقلد۔ اجیب بجوازہ فیما یثبت بالاجتہاد علی معنی انه لما انتهی ذلك الحکم فانتهاء المصلحة وفق الله المجتهدین للاتفاق علی القول الآخر ورفع الخلاف وان لم یعرفوا مدة الحکم وتبدل المصلحة (تلویح) کہ ایسا نسخ ان معنی کر کے جائز ہے کہ وہ حکم بسبب نہ رہنے مصلحت کے تمام ہوگیا تب خدا نے دوسرے زمانے کے مجتہدین کو دوسرے قول پر متفق کر دیا گو وہ مدت حکم کی اور مصلحت کی تبدیل کے سر سے واقف نہوں لیکن الامة اذا اختلفوا فی مسئلة فی ای عصر کان علی اقوال کان اجماعاً منهم علی ما عداها باطل ولا یجوز لاحد بعدهم احداث قول آخر وقیل هذا فی الصحابة خاصة وهذا یسمی اجماعا مرکبا (نور الانوار) پس جب کسی مسئلے میں کسی زمانے کے لوگوں میں اختلاف ہوچکا ہو تو اُن قولوں کے سوا تیسرا قول باطل ہے اور پھر بعد اُنکے آنے والے لوگوں کو نئی بات کا نکالنا جائز نہیں ہے

دوسری آیت مین خدا فرماتا ہے کہ اتخذوا احبارھم ورھبانھم ارباباً من دون اللہ کہ یہودیون وعیسائیون نے اپنے احبار اور رہبانون کو اپنا رب ٹھہرالیا ہے حالانکہ نہ کوئی یہودی نہ کوئی عیسائی کسی رہبان کو رب کہتا تھا بلکہ انکی نسبت ایسا خوش عقیدہ نہ رکھتے تھے کہ جو وہ حلال کہہ دیتے اُسکو حلال جانتے جو وہ حرام کہہ دیتے اُسکو حرام سمجھتے +۔

اگر خدا کی کتاب پر اطمینان نہو تو فقہا اور علما کے اقوال سنیے قال الشعبی ما حدثوکم ھؤلاء عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فخذ بہ وما قالوہ برأیھم فالقہ فی الحشیش (ازالۃ الخفا) کہ جو لوگ پیغمبر خدا کی طرف سے کہین اُسے تو لے لو اور جو اپنی راے سے کہین اُسے پاخانے مین ڈال دو۔

عن عبد اللہ ابن عباس وعطاؤ مجاھد و مالک بن انس رضی اللہ عنھم انھم کانوا یقولون ما من احد الا وھو ماخوذ ومرکلامہ ومردود علیہ الا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عبداللہ ابن عباس اور عطا اور مجاہد اور مالک ابن انس ان سب کا یہ قول تھا کہ کوئی شخص نہین ہے مگر اُس کا کلام لیا جا سکتا ہے اور ترک بھی ہو سکتا ہے سوائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

قال بعض السلف ماجاءنا عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قبلنا علی الراس والعین وماجاءنا عن الصحابۃ رضی اللہ عنھم فنا خذ منہ ونترک وماجاءنا عن التابعین فھم رجال ونحن رجال کہ جو کچھ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے

+ دیکھو ترمذی شریف۔

اجماع کو منسوخ کر دے اور وہ لطف الٰہی سمجھا جاوے اور ایک زمانے کے دو مختلف قولون کے بعد دوسرے زمانے مین تیسرے قول کا نکالنا جائز ہی نہو بلکہ باطل ٹھہرے

مقلد۔ کیا آپ اجماع کے منکر ہین۔

غیر مقلد۔ اجماع کی دو صورتین ہین ایک یہہ کہ مستند اُسکا کتاب و سنت ہو دوسرے یہہ کہ فقط علما اور فقہا کا اتفاق ہی اتفاق ہو خواہ کسی ضرورت سے خواہ کسی مصلحت سے پہلی صورت کا اجماع واجب الاتباع ہے اور درحقیقت وہ کتاب و سنت کا اتباع ہے اور دوسری قسم کا اتباع نہایت ہی بُرا ہے۔

مقلد۔ ہماری غرض بھی اجماع سے پہلا ہی اجماع ہے لیکن یہہ ضرور نہین ہے کہ ہم ہر اجماع کی نسبت ثابت کر سکین کہ مستند اُسکا کتاب و سنت ہے مگر چونکہ بے ایسے استناد کے علما کا اجماع کرنا محال ہے اس لیے ہر اجماع کو پہلی ہی قسم کا اجماع سمجھنا چاہیے۔

غیر مقلد۔ یہی آپ کی غلطی ہے۔

مقلد۔ دلیل اس غلطی کی بیان کیجیے۔

غیر مقلد۔ سُنیے خدا فرماتا ہے کہ اذا قیل لھم اٰمنوا بما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اٰبائنا کہ جب اُنسے کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ تو وہ یہی کہتے ہین کہ ہم اُسی کی پیروی کرتے ہین جو اپنے باپ دادون کو پایا پس وہ بھی اپنے بزرگون کے اجماع کو ایسے ہی خیال سے واجب الاتباع جانتے تھے۔

اسکے ہزار قول اور ہین جنسے بُرائی اُس اجماع کی ثابت ہوتی ہو جسکا مستند کتاب وسنت نہو

مقلد۔ وجوب تقلید پر جو اجماع ہے وہ پہلی ہی قسم کا ہے کہ اُسکا مستند کتاب وسنت ہے۔

یہہ آپ کی غلطی ہے تقلید پر جو اجماع ہے وہ وہ اجماع نہین ہے جسکا مستند کتاب وسنت ہو۔

مقلد۔ اسکو ثابت کیجیے۔

غیر مقلد۔ سُنیے اجماع کو جو اہل اصول نے مثل کتاب وسنت کے شرعی حجت قرار دیا ہے اُسپر غور کرنا ضرور ہے کہ سبب اسکا کیا ہے پس اگر یہہ کہا جاوے کہ فقط امت کا جمع ہوجانا اور سب لوگونکا ایک بات پر اتفاق کرلینا ہی حجت شرعی مثل قرآن و حدیث کے ہے تو عقل سلیم اسکو قبول نکریگی کہ اُن لوگونکی راے جو کہ غیر معصوم ہین صرف اتفاق کے سبب سے ایک معصوم کے قول یا خدا کے کلام کی نہ صرف برابر ہو بلکہ اُسکو منسوخ کردے جیسا کہ صاحب دراساۃ اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب اپنی کتاب کی درست ثامنہ مین لکھتے ہین ان نفس الاجماع عبارۃ عن اراء مجتمعۃ من علماء عصر واحد واراء الرجال لیست من جنس کلام المعصوم فی شیئی ولیس فی نفس اجماع الامۃ بمجردۃ عندی ما یوجب القطع یعنی اجماع عبارت ہے کسی زمانے کے علماء کی راایون کے جمع ہونے سے اور آدمیون کی راایون کو ایسی قوت نہین ہوسکتی کہ وہ کسی بات کو معصوم کی منسوخ کردے پس میرے نزدیک فقط امت کا

وہ تو ہمارے سر پر اور ہماری آنکھون پر اور جو کچھہ صحابہ نے کہا اور کیا ہے اُس سے ہم لیتے بہی ہین اور چہوڑتے بھی ہین اور جو کچھہ تابعین نے کہا اور کیا ہے تو وہ بھی آدمی تھے اور ہم بھی آدمی ہین ومنها ان یکون اعتماده فی علومه علی بصیرته وادراکه لصفاء قلبه لا علی الصحف والکتب ولا علی تقلید ما یسمعه من غیره وانما المقلد صاحب الشرع صلوات الله علیه وسلامه ومن انکشف عن قلبه الغطاء واستنار بنور الهدایة صار فی نفسه متبوعًا مقلدا فلا ینبغی ان یقلد غیره کہ عالم کی صفات مین سے ایک یہہ ہے کہ وہ اپنے علوم مین اپنی بصیرت اور ادراک پر زیادہ بہروسہ کرے نہ صحیفون اور کتابون پر اور نہ دوسرے کی تقلید پر کیونکہ وہ شخص جسکی تقلید ضرور ہے صرف صاحب شریعت ہے پس جو شخص نور ہدایت سے اپنے دل کو روشن کریگا وہ خود متبوع ہوگا نہ کہ مقلد تو کیونکر دوسرونکی تقلید کرنا زیبا ہوگا۔

ومنها ان یکون شدید التوقی من محدثات الامور وان اتفق علیه الجمهور فلا یغرنه اطباق الخلق علی ما احدث بعد الصحابة رضی الله عنهم (احیاء العلوم) یعنی ہمیشہ محدثات امور سے بچتا رہے گو سب کے سب اُسپر متفق ہون اور ہرگز اجماع خلائق پر بعد صحابہ کے فریفتہ نہو اس لیے کہ یہہ بڑا دہوکا ہے فان الناس رأوا رایا فیما هم فیه لمیل طباعهم الیه ولم تسمح نفوسهم بالاعتراف بان ذلك سبب الحرمان من الجنة فادعوا انه لا سبیل الی الجنة سواه غرض کہ یہہ اقوال اور مثل

اولئك الذين هداهم الله واولئك هم اولوا الالباب ۔

تیسری آیت فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ الرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر۔

ابن حزم جسکے کلام کو شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ مین نقل کیا ہے یہی آیتین حرمت تقلید کے ثبوت مین بیان کرتا ہے حیث قال التقلید حرام ولا یحل لاحد ان یاخذ قول احد غیر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بلا برہان کہ تقلید حرام ہے اور کسی کو جائز نہین ہی کہ کسی کے قول کو سواے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر دلیل کے قبول کرے اور ابن حزم ان آیتون کو نقل یہہ نتیجہ نکالتا ہے کہ فلم یبح اللہ تعالی الرد عند التنازع الی احد دون القرآن والسنۃ وحرم بذلک الرد عند التنازع الی قول قائل لانہ غیر القرآن والسنۃ یعنی نہین مباح کیا ہے اللہ تعالی نے رجوع کرنا وقت تنازع کے کسی کی طرف سواے قرآن اور حدیث کے اور حرام کر دیا ہے اس سے رجوع کرنا کسی کہنے والے کی بات پر اس لیے کہ وہ قرآن اور سنت نہین ہے ۔

ثانیاً۔ احادیث نبوی باب الاعتصام بالکتاب والسنت احادیث صحاح کے ملاحظے سے ثابت ہوتا ہے کہ پیغمبر خدا علیہ التحیت والثنا نے ہمیشہ تاکید اپنی اور اپنے اصحاب کی کی پیروی کی اور نئی باتون سے بچنے اور اپنی احادیث پر تمسک کرنیکی کی ہے اور تقلید سے سواے اپنے اپنے امام کے اقوال کی تبعیت کے کوئی نہ حدیث پر عمل کرنیکا مجاز ہے

اجماع دلائل ناطقہ مین سے نہین ہے پس جب اس قسم کا اجماع یعنی فقط اتفاق کرلینا ہے لوگون کا قابل حجت نہ ٹھہرا تو ضرور ہوا کہ اُس اجماع کی کوئی سند کتاب و سنت سے ہووے یعنی کسی آیت یا کسی حدیث کے سبب سے اس اجماع کا ہونا پایا جاوے پس ایسے حال مین درحقیقت کتاب و سنت حجت شرعی ٹھہرے نہ نفس اجماع بلکہ اجماع صرف اُسکے مطلب اور مراد کا ظاہر کرنے والا ٹھہرا اور چونکہ ثبوت اجماع کے لیے ضرور ہے کہ تمام حافظان حدیث اور مشائخ اور مجتہدین زمانے کے اُس مین داخل ہون اور اُن سب کا اتفاق ہو تو ایسی حالت مین امت محمدی کا ضلالت پر اجماع کرنا + محال ہے اس لیے کہ قطع نظر نقل کے عقل سلیم بھی قبول نہین کرتی کہ سارے علما اور فقہا اور محدث ایسی بات پر اجماع کرین جو کہ کتاب و سنت کے مخالف ہو لیکن ایسا اجماع جسکا مستند کتاب و سنت ہو اور جسمین تمام محدثین اور فقہا داخل ہون نسبت تقلید کے نہین ہے کہ اُسکو ہم ثابت کرتے ہین چند دلیلون سے ۔

اولاً ۔ خدا کی کتاب سے پہلی آیت اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء ۔

دوسری آیت فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ

+ اجماع کے معنی اتفاقیہ جمع ہو جانا لوگون کا کسی بات پر نہین ہے یعنی اگر کوئی بات ایسی ہو کہ اُسکو سب لوگ بغیر غور و فکر کے کہتے یا کرتے چلے آئے ہون تو اُسپر اطلاق اجماع کا نہین ہو سکتا بلکہ اجماع کے لیے ضرور ہے کہ اُسپر بحث و تکرار ہوئی ہو اور دلائل موافق و مخالف بحث مین آئے ہون اور بعد تمام مباحثے کے کسی امر پر اجماع ہو گیا ہو پس اگر بعد اُس اجماع کے کوئی ایسی دلیل مخالف برآمد ہو جو اس اجماع مین مباحثے مین نہین آئی تھی تو وہ اجماع حجت نہین رہتا ۔

اشعار کیا ہے اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ وہ مشلہ ہے تو اُس آدمی نے کہا کہ ابراہیم نخعی سے ایسی ہی روایت پہونچی ہے یہہ سُنکر وکیع کو نہایت غصہ ہوا اور کہنے لگے کہ مین تو کہتا ہون کہ فرمایا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اور تو کہتا ہے کہ کہا ہے ابراہیم نخعی نے پس تیری یہی سزا ہے کہ تو قید کیا جاوے اور جب تک اپنے اس قول سے نہ پھرے تب تک جیلخانے مین رہے۔

حدیث عبادۃ بن الصامت الانصاری النقیب صاحب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انہ غزا مع معاویۃ ارض الروم الی قولہ فقال عبادۃ احدثک عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وتحدثنی عن رائک ان اخرجنی اللہ سبحانہ لاساکنک بارض لک علی فیہا امرۃ (دراساۃ) عبادت بن الصامت نے امیر معاویہ سے کہا کہ یہہ لوگ چاندی کے ٹکڑون کو درہم سے اور سونے کے ٹکڑون کو دینار سے فروخت کرتے ہین یہہ سود ہے اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لاتبتاعوا الذھب بالذھب الا مثلاً بمثل امیر معاویہ نے کہا کہ مین اُسکو روا نہین جانتا تو وہ غصہ ہوے اور کہنے لگے کہ مین تو پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کا قول بیان کرتا ہون اور تم اپنی راے بیان کرتے ہو اگر خدا نے مجھے اس جگہ سے نکالا تو کبھی مین وہان نہ ہونگا جہان تم امیر ہو۔

قال المصروی وروینا عن محمد الکوفی وکان من اہل الاسلام بمکان قال رایت الشافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ بمسئلۃ یفتی الناس الی قولہ فقال الشافعی رحمۃ اللہ

نہ اقوال و اعمال صحابہ پر تمسک کر سکتا ہے۔

ثالثاً۔ اقوال صحابہ و تابعین و تبع تابعین عن ابن عباس اما تخافون ان تعذبوا ویخسف بکم ان تقولوا قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وقال فلان کہ حضرت ابن عباس کہتے ہین کہ کیا تم عذاب نازل ہونے سے نہین ڈرتے ہو جو یہہ کہتے ہو کہ یہہ پیغمبر خدا نے فرمایا اور فلان شخص نے یون کہا ہے یعنی پیغمبر صاحب کے قول کے بعد دوسرے کے قول کو دیکھتے ہو قال ابن عمر لجابر ابن زید انک من فقہاء البصرۃ فلا تفت الا بقرآن ناطق او سنۃ ماضیۃ فانک ان فعلت غیر ذلک ھلکت واھلکت کہ حضرت ابن عمر نے جابر ابن زید سے کہا کہ تم بصرے کے فقیہون مین سے ہو اس لیے تم فتوی نہ دینا بجز قرآن ناطق اور حدیث صریح کے ورنہ خود ہلاک ہوگے اور اوروں کو ہلاک کروگے۔

اخرج الترمذی عن ابی السائب قال کنا عند وکیع فقال الرجل یمن ینظر فی الرای اشعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویقول ابو حنیفہ ھو مثلہ فقال الرجل فانہ قد روی عن ابراھیم النخعی انہ قال الاشعار مثلہ قال ترانی وکیعا غضب غضبا شدیدا وقال اقول قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وتقول قال ابراھیم ما احمقک بان تحبس ثم لا تخرج حتی تنزع عن قولک ھذا ترمذی نے ابی سائب سے روایت کی ہے کہ مین وکیع کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ انہون نے ایک آدمی سے جو کہ صاحب الرای تھا کہا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے

کہ اسحق بن راہویہ سے جلیل القدر امام کو امام شافعی نے صرف اسی سبب سے قابل تعزیر جانا کہ اُنہون نے مقابلہ مین حدیث کے فقیہہ کے قول کو نقل کیا تھا پس اس قول سے امام مالک نے اُس شخص کو ڈرایا جو کہ بمقابلہ حدیث کے دوسری راے دریافت کرے۔

قیل للشعبی الا تحضر المسجد فقال لقد ابغض الی ھؤلاء ھذا المسجد حتی صار ابغض الی من کناسۃ داری فقیل لہ من ھؤلاء یا اباعمر فقال اصحاب الرآے کہ شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگون نے کہا کہ آپ مسجد مین نہین آیا کرتے اُنہون نے جواب دیا کہ لوگون نے مجھے مسجد کا ایسا دشمن کر دیا ہے کہ مین اُسکو اپنے گھر کی بُری سی بُری جگہ سے بھی زیادہ بُرا جانتا ہون لوگون نے کہا کہ وہ کون سے لوگ ہین تب اُنہون نے کہا کہ اصحاب راے۔

قالوا لاحمد مرۃ لم لا تصنع للناس فی الفقہ شیئا فقال او لاحد کلام مع اللہ تعالیٰ و رسولہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ امام احمد حنبل سے کسی نے کہا کہ آپ فقہ مین کوئی کتاب کیون نہین لکھتے جواب دیا کہ خدا اور رسول کے ہوتے ہوے کسی کو مجال کلام کی نہین ہے۔

غرض کہ مثل اسکے اور صدہا اقوال صحابہ و تابعین کے ہین جنسے ثابت ہوتا ہے کہ تقلید کسی کی سواے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ چاہیئے لیکن ہم قطع نظر ان اقوال کے خاص چارون امام کے اقوال کو نقل کرتے ہین جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اُنہون نے اپنی تقلید کامل کو جائز ہی نہین رکھا۔

علیه ما اخرجنی یا اسحاق ان یکون غیرك فی موضعك فکنت امره لغیرك
اذنیه اقول قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وانت تقول عطاء وطاؤس
وابراهیم والحسن فهل لاحد مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حجة
کہ ایک جگہہ امام شافعی اور امام احمد اور اسحاق بن راہویہ جمع تھے ایک مسئلے پر امام شافعی
نے حدیث نقل کی اسحاق بن راہویہ نے بمقابل اُسکے حسن اور ابراہیم اور عطا اور طاؤس
کی رائے اور قول کو مخالف اُسکے نقل کیا امام شافعی غصہ ہوے اور کہا کہ اے اسحاق
افسوس ہے بجاے تیرے دوسرا آدمی ہوا اور نہ میں اُسکی گوشمالی کرتا کہ میں تو پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نقل کرتا ہوں اور تم عطا اور طاؤس اور ابراہیم اور حسن کے
قول کو نقل کرتے ہو کسی کو پیغمبر خدا کے ساتھہ کچھہ حجت نہیں ہے۔

قال محیی السنة وجاء رجل الی مالك فسئله عن مسئلة فقال له قال
رسول اللہ صلے اللہ علیه وسلم کذا وکذا فقال الرجل ما رایك فقال مالك
فلیحذر الذین یخالفون عن امره ان یصیبهم فتنة او یصیبهم عذاب الیم الا
قوله ان التعذیر الوارد علی مثل اسحٰق رحمه اللہ علیه مع جلالة قدره
من الشافعی رحمة اللہ علیه لم یکن فی ازید من التفوه بقول الفقیه فی
مقابلة الحدیث کہ ایک شخص نے امام مالک سے آکر ایک مسئلہ پوچھا اُنھوں نے
کچھہ جواب دیا کہ ایسا ایسا فرمایا ہے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص نے کہا پھر
تم کیا کہتے ہو امام مالک خفا ہوے اور کہا کہ تو نے قدر پیغمبر خدا کی نہ جانی اب تو سوچ

وکان رضی اللہ عنہ یقول لاحجۃ فی قول احد دون رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وان کثروا لا فی قیاس ولا فی شئ کہ امام شافعی کہا کرتے کہ کسی کا قول کسی کا قیاس اور کوئی چیز کسی امر مین کچھ حجت نہین ہے سوائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اگرچہ اس قول اور قیاس پر بہت سے شخص متفق ہون۔

وکان الامام احمد رضے اللہ عنہ یقول لیس لاحد مع اللہ ورسولہ کلام کہ امام احمد حنبل فرماتے تھے کہ خدا اور رسول کے ساتھہ کسی کو کلام نہین ہے۔

وقال ایضا الرجل لا تقلدنی ولا تقلد مالکا ولا الاوزاعی ولا النخعی و لاغیرھم وخذ الاحکام من حیث اخذوا من الکتاب والسنۃ کہ امام احمد حنبل نے ایک شخص سے کہا کہ تو نہ میری تقلید کر اور نہ امام مالک کی نہ اوزاعی کی نہ نخعی کی اور نہ کسی اور کی بلکہ جہان سے انہون نے احکام نکالے ہین یعنی کتاب و سنت سے وہین سے تو بھی نکال۔

عن ابی یوسف وزفر رحمہ اللہ علیہما انہم قالوا لا یحل لاحد ان یفتی بقولنا مالم یعلم من این قلنا کہ امام ابو یوسف اور زفر رحمہ اللہ علیہما نے کہا ہے کہ حلال نہین ہے کسی کو یہہ کہ فتوی دے ہمارے قول پر جبتک وہ یہ نجانے کہ کہان سے ہمنے کہا ہے۔

پس باوجود ایسی تصریحات کے جو ان ائمہ اربعہ اور انکے خاص شاگردون نے عدم تقلید کی ہین اگر کوئی تقلید کو واجب اور عمل بالحدیث کو ناجائز کہے تو حقیقت مین ان امامون کا مقلد نہین ہے بلکہ اپنی ہوا و ہوس اور رسم و رواج کی پابندی کا۔

غرض کہ ان چند قولون کے نقل کرنے سے ثابت ہوا کہ نہ + صحابہ کے زمانے مین

+ صحابہ کے زمانے مین تقلید جاری نہونے سے یہ غرض ہے کہ کوئی ایک شخص ان مین سے ایسا نہین بتایا گیا کہ جسکے سارے اقوال آوزون نے مانے ہون یا جسکی سب باتون کو اوزون نے واجب التعمل جانا ہو۔

یواقیت وجواہر مین لکھا ہے کہ روی عن ابیحنیفۃ رح انہ کان یقول لا ینبغی لمن لا یعرف دلیلی ان یفتی بکلامی + وکان رضی اللہ عنہ اذا افتی یقول ھذا رای النعمان ابن ثابت کہ امام ابوحنیفہ فرماتے تھے کہ جو شخص میری دلیلون کو نہ جانے اُسے سزاوار نہین ہے کہ میرے کلام پر فتوٰی دے اور خود اُنکا یہ قاعدہ تہا کہ جب وہ کچھہ فتوی دیتے تو صاف یہ کہدیتے کہ یہ رائے نعمان ابن ثابت کی یعنی میری ہے۔

روی الحاکم والبیہقی عن الشافعی رضی اللہ عنہ انہ کان یقول اذا صح الحدیث فھو مذھبی وفی روایۃ اذا رایتم کلامی یخالف الحدیث فاعملوا بالحدیث واضربوا بکلامی الحائط کہ حاکم اور بیہقی نے امام شافعی سے روایت کی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اگر حدیث کی صحت ہوجاوے تو وہی مذہب میرا ہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ اگر کوئی کلام میرا حدیث کے مخالف ہو تو حدیث پر عمل کرو اور میری بات کو دیوار سے پٹکو۔

وقال یوما للمزنی یا ابراھیم لا تقلدنی فی کل ما اقول وانظر فی ذلک لنفسک فانہ دین کہ امام شافعی اپنے شاگرد مزنی سے کہا کرتے کہ اے ابراہیم میری تقلید نکرنا ہر ایک بات مین جو کہتا ہون بلکہ تو اپنی ذات سے بھی اُسپر نظر کرنا اسلیے کہ یہ دین ہے اسمین اعتماد اور کسی کے قول پر نہین چاہیے۔

+ برخلاف اسکے مقلدین فرماتے ہین کہ تحقیق علما فرمودہ اند وواجبست افتا بقول امام اعظم ہرچند ندانند کجا گفتہ چنانکہ در فتاوی خیریہ وغیرہ گفتہ۔ لوامع الالہام لدفع الاوہام۔

ورنہ صرف کثرت پر اگر لحاظ کیا جاوے تو ساری بدعتیں اور تعزیہ پرستی اور قبر پرستی وغیرہ سب اسی اجماع کی دلیل سے عبادت میں داخل ہو جاوین اور انکا ترک کرنا خرق اجماع کہلاوے ولم یقل بہ احد اور اجماع کی نسبت اہل اصول نے بھی یہی کہا ہے کہ اجماع مجتہدین صالحین کا اجماع ہے نہ اجماع مقلدین کا اور مطابق قول مقلدین کے مجتہد بعد ائمہ اربعہ کے کم ہوے ہین اور جو مجتہد ہوا ہے وہ مقلد نہین ہوا پس جس قدر اولیا اور فقہا تقلید کے وجوب کے معتقد ہین انکا اجماع حقیقت مین مطابق اصول کے اجماع نہین ہے۔

مقلد۔ آپ کے روبرو جب ہمنے علما فقہا کے اقوال کو تقلید کے وجوب پر پیش کیا تب آپ نے انکو تسلیم نہ کیا اور پھر آپ انہین کے اقوال کو اپنے دعوی عدم وجوب تقلید پر پیش کرتے ہین۔

غیر مقلد۔ درحقیقت ہم تو صرف کتاب و سنت ہی کو دلیل عدم وجوب تقلید کی جانتے ہین مگر چونکہ آپ اور اس زمانے کے اکثر لوگ عادی اسکے ہو گیے ہین کہ بغیر حوالہ کتاب اور سند علما کے اقوال کے وہ کسی بات کو نہین مانتے اس لیے ہمنے آپ کے اور اس زمانے کے لوگون کے سمجھانے کے لیے انکے قولون کو نقل کیا اور نقل کرنے پر آمادہ ہین ورنہ ہم اپنی ذات کے لیے اسکی کچھہ ضرورت نہین سمجھتے ہمکو تو خدا اور رسول کے کلام پر تمسک ہے اور اسپر ایسا یقین ہے کہ بالفرض اگر ایک مولوی اور ایک عالم کا قول بھی ہمارے موافق نہوتا تب بھی ہمارے عقیدے مین کچھہ خلل نہ آتا اور خدا کی کتاب اور رسول کے اقوال کو چھوڑ کر ہم کسیکی بات پر کان بھی نہ لگاتے علاوہ اسکے ان قولون

نہ تابعین کے زمانے مین نہ تبع تابعین کے زمانے مین تقلید جاری ہوئی نہ کسی نے
اُن قرون ثلثہ مین اُسکو واجب جانا بلکہ جس طرح پر آج کل لوگ عمل کرتے ہین ایسا عمل
کسی کے قول پر بھی نہین کیا تو باوجود اسکے پھر یہ دعوی کرنا کہ تقلید واجب ہے اور تارک
اُسکا گنہگار اور واجب التعزیر حقیقت مین دوسری شریعت قائم کرنا اور نیا دین کھڑا کرنا ہے
ونعوذ باللہ منہ۔

اگر ہم اُن زمانون پر بھی خیال نہ کرین اور آیندہ آنیوالے زمانون پر نظر کرین کہ پھر پیچھے
تقلید پر اجماع ہوگیا ہو تو وہ بھی ہم نہین پاتے اس لیے کہ بعد اُسکے جتنے لوگ ہوے
وہ یا محدث تھے یا اہل تصوف یا فقہا یا عوام پس اصلی محدث تو ہزارون مین ایک ہی
دو ایسے ہونگے جنہون نے تقلید کی ہو ورنہ جو لوگ اصل حدیث کے جمع کرنیوالے
اور اُسکے جاری کرنیوالے ہین وہ تقلید کے نام سے بھاگتے تھے اور اُسکو بدعت جانتے
تھے اور جو اہل تصوف تھے اُنکا بھی یہی حال ہے کہ ہمیشہ تقلید سے نفرت کیا کیے
اور اُسکی بُرائی بیان کرتے رہے رہ گیے فقہا اور علما اُن مین سے بھی جو محقق تھے
وہ غیر مقلد رہے اور جو تحقیق اور اجتہاد کے اعلیٰ درجے پر نہ تھے اُنھون نے تقلید پر
قناعت کی اور عوام تو کالانعام ہین اُنکا کچھ ذکر نہین پس حقیقت مین اجماع جسکا نام ہے وہ
کسی زمانے مین بنسبت وجوب تقلید کے نہین ہوا ہان اسمین شک نہین ہے کہ
چوتھی صدی سے ابتک اکثر لوگ تقلید کے پابند ہوگیے اور روز بروز اُسکی پابندی بڑھ
گئی مگر بمقابلہ محدثین اور محققین کے اور لوگونکی کثرت کچھ بھی لائق لحاظ کے نہین ہے

مین کہا ہے کہ فی ھذا دلالۃ علی انہ لاعبرۃ فی دین اللہ ومعرفۃ الحق بالقلۃ والکثرۃ بجوازان یکون الحق مع الاقل کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے اسپر کہ کچھ اعتبار نہین ہے خدا کے دین مین اور حق کے پہچاننے مین قلت اور کثرت پر اس لیے کہ جائز ہے کہ حق وہی ہو جسطرف تھوڑے لوگ ہین۔

ابن جوزی نے تلبیس ابلیس مین لکھا ہے کہ سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے یوسف ابن اسباط سے کہا کہ اذا بلغک عن احد بالمشرق انہ صاحب سنۃ فابعث الیہ بالسلام واذا بلغک عن اخر بالمغرب انہ صاحب سنۃ فابعث الیہ بالسلام فقد قل اھل سنۃ کہ اگر مشرق مین ایک اور مغرب مین دوسرا پابند سنت کا ہو تو اُس کو سلام بھیجو اس لیے کہ سنت پر چلنے والے بہت ہی کم ہین۔

امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین کہ سواد اعظم وہی ہے جو تابع کتاب یعنی قرآن اور سنت کا ہو وان ما سواھا لا یلتفت الیھم وان امتلاء العالم منھم کہ جو کتاب وسنت کے سوا ہو اُسپر التفات نہ کرنا چاہیے اگرچہ اُن سے جہان بھرا ہو اور جماعت کے معنی مین ایک بزرگ نے کہا ہے کہ الجماعۃ دالۃ بجامعۃ اھل الحق وان قلوا کہ جماعت نام ہے اہل حق کے جمع ہونے کا ایک حق بات پر اگرچہ وہ بہت ہی کم ہون۔

سواد اعظم کے معنی مین ملا علی قاری شرح نخبۃ الفکر مین لکھتے ہین کہ ان فیھم من الصفات الموجبۃ للقبول ما تقوم مقام العدد الکثیر من غیرھم ولذا سمیت مثل ھذا الامام امۃ قال اللہ تعالی ان ابراھیم کان امۃ لانہ یجتمع فیہ

کے نقل کرنے سے ہماری غرض یہ ہے کہ جو بار بار آپ کی زبان سے لفظ اجماع کا نکلتا ہی اُسکا بطلان ظاہر ہو جاوے اور ان بڑے بڑے محققین و علما اور ائمہ دین کے اقوال سے آپ کے دعوی وجوب تقلید کا غلط ہونا سب پر کھل جاوے ہمکو سخت حیرت ہوتی ہے کہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور محدثین اور مجتہدین اور محققین کا تقلید نہ کرنا اور اُسکو بُرا جاننا تو عدم وجوب تقلید کی دلیل نہ ٹھہری اور اُنکا ایک بات پر اتفاق کرنا اجماع نہ کہلاوے اور بعد قرون ثلثہ کے جو لوگ آوین اور جن کے مراتب ورع و تقوی اور مدارج علم و تحقیق اُن متقدمین کے برابر نہون اور پھر وہ بھی سب کے سب ایک بات پر متفق نہون اُنکا تقلید کو جائز کہہ دینا وجوب تقلید پر ایسی دلیل ہو جاوے کہ اُسکا منکر بدعتی اور فاسق اور واجب التعذیر ٹھہرے فاعتبروا یا اولی الالباب رھذا الشئ عجاب۔

مقلد۔ جو لوگ کہ تقلید کا انکار کرتے ہین وہ تھوڑے ہین اُنکا قول مرجوح ہے اور جو لوگ اُس کو واجب اور جائز جانتے ہین وہ بہت ہین اور سواد اعظم وہی ہے جس جانب بہت لوگ ہون اس لیے آپ کا استناد چند ہی علما کے قول پر ہے اور ہمارا استناد ہزارون کے قول پر۔

غیر مقلد یہ دونون دعوی غلط ہین اول یہ کہنا کہ واجب العمل وہ قول ہے جسپر بہت لوگ متفق ہون اور اسکو سواد اعظم جاننا دوسرے یہ سمجھنا کہ وجوب تقلید کی طرف اکثر لوگ ہین اور جس طرف بہت لوگ ہون اُسکی مخالفت اجماع کی مخالفت ہے اول دعوی کی غلطی چند قول مین نقل کرتا ہون کہ بعض مفسرین نے آیت ان تطع اکثر من فی الارض یضلوك کی تفسیر

ہے دونون کی دلیلون کو دیکھو اور پھر خدا کی کتاب رسول کی احادیث سے ملاؤ اور تعصب کی آنکھ تھوڑی دیر بند کر کے انصاف کرو۔

صحیح بخاری کی کتاب الاعتصام بالسنت مین لکھا ہے کہ لاتزال طائفۃ من امتی ظاھرین علی الحق اور ابن حجر نے فتح الباری مین لکھا ہے کہ ھم اصحاب الحدیث کہ وہ لوگ اصحاب حدیث ہین۔

تفسیر نیشاپوری مین لکھا ہے کہ اگر مراد اس طائفے سے اہل حدیث نہو تو مین نہین جانتا کہ پھر کون لوگ اُس سے مراد ہونگے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین احیاء العلوم مین ومنھا ان یکون شدید الترقی من محدثات الامور وان اتفق علیہ الجمھور فلا یغرنہ اطباق الخلق علی ما احدث بعد الصحابۃ۔

غرض کہ کثرت اقوال پر مغرور ہونا یا کثرت اشخاص پر فریفتہ ہونا نہایت ہی نادانی اور خلاف حکم شریعت ہے ہم مسلمانون کو بجہت اسلام کے امور دین مین صرف یہ دیکھنا چاہیے کہ کتاب وسنت سے کیا ثابت ہوتا ہے نہ اور کچھ اور اُس کو چھوڑ کر لوگون کے اقوال پر نظر کرنا اور خدا کے کلام اور رسول کے قول کو اور بندون کی باتون سے جانچنا اور اصل کو فرع پر عرض کرنا شان اسلام سے بعید ہے۔

اگر کوئی مشرک یا اہل کتاب سن پاوے کہ مسلمانون نے اپنے دین مین سوائے کتاب وسنت کے اور لوگون کی باتون پر چلنا جائز رکھا ہے تو وہ اسلام کی بربادی

من الصفات ما لا یوجد متفرقة الا فی جماعة ولذا قال الشاعر ؎ لیس من
اللہ بمستنکر ؎ ان یجمع العالم فی واحد ؎ وقد قیل فی حدیث المشہور علیکم
بالسواد الاعظم ای الاورع الاسلم پس جبکہ ایک شخص پر اطلاق امت کا
خدا کے کلام سے ثابت ہوا اس لیے کہ وہ ایک اُن باتوں کا جامع تہا جو کہ متفرق متفرق
گروہوں مین علیحدہ پائی جاتین اور خدا کا ایک شخص کو بمنزلہ ایک جہان کے بنا دینا
عجب نہین اور سواد اعظم سے مراد زیادہ پرہیزگار سے لی گئی ہو تو پہر کثرت عوام کو کسی مسئلے
کی صحت پر دلیل لانا بچون کو پھسلانا اور عوام کو خوش کرنا ہے دگر ہیچ۔

فاضل روزبہان کتاب ابطال الباطل مین جہان حدیث لایزال طائفة من امتی
منصورین لایضرہم من خذلہم حتی تقوم الساعة کا ذکر کیا ہے لکھتے ہین فحاصل الحدیث
لایزال طائفة قلیلة من التی منصورین بالحجة والبرهان۔

پس معلوم ہوا کہ وہ گروہ جو ہمیشہ غالب رہیگا وہ وہی قلیل آدمیون کا گروہ ہے جو کہ
اپنی حجت شرعی سے اَورون پر غالب ہوگا اور کوئی اُسکو مغلوب نکر سکیگا اور یہہ گروہ
وہی ہے جو کہ تابع کتاب وسنت ہے کہ نہ اُسکے سامنے رسم ورواج کی سند پیش جاتی ہے
نہ بدعتیون کی پوچ اور بیہودہ دلیلین چل سکتی ہین نہ علمائے دنیا طلب کی چکنی چکنی باتون
کی دہنیت اثر کرتی ہے نہ قومونکی کثرت اور عوام کی جمعیت اور تبعیت اُسکو روک سکتی
ہے خدا کی کتاب اور رسول کی حدیث کے سامنے سب کو مغلوبیت ہو جاتی ہے
دیکھنا چاہیے کہ اسکا مصداق کون ہے وہ فرقہ جو تقلید کرتا ہے یا وہ فرقہ جو تقلید کا تارک

مقلد۔ خیر یہہ زبان درازی چھوڑیئے اور دوسرے دعوے کو اپنے ثابت کیجیے جو آپ نے کہا ہے کہ جس طرف بہت لوگ ہوں اُس سے مخالفت کرنا اجماع کی مخالفت نہیں ہے۔

غیر مقلد۔ سُنیئے ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم بن غالب اُندلسی اپنی کتاب محلی کی کتاب الاشربہ مین نسبت دعوی اجماع کے لکھتا ہے ھذا ای دعوی الاجماع قول فی غایۃ الفساد لانہ یبطل علیہم جمہور اقوالہم ویلزمہم ان لا یلزموا ترک الاحیث وجدوا الاجماع ولا فریضۃ حج او صلوۃ الا حیث صح الاجماع علی وجوبہا ولا سوء الزنا الا حیث جمعت الامۃ انہ زناء ومن البرم ھذا لمذہب خرج عن دین الاسلام بلاشک بوجہین احدہما انہ مذہب مفتری لم یامر اللہ تعالی قط بان لا یتبع الا الاجماع ولا قال تعالی بہ قط ولا رسولہ بہ وانما امر اللہ عزوجل باتباع القرآن وسنۃ النبی واولی الامر باتباع الاجماع ولم یامر اللہ تعالی قط بان لا یتبع الا الاجماع ولا قال تعالی قط ولا رسولہ لا تاخذوا فیما اختلف فیہ الا ما اجمع علیہ ومن ادعی فقد افتری علی اللہ الکذب فاتی بدین ممنع مبتدع وبالضلال المبین انما قال تعالی اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم وقال تعالی وما اتکم الرسول فخذوہ وما نہکم عنہ فانتہوا وقال تعالی فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر ولم یقل تعالی فردوہ الی الاجماع فمن تردد ما نوزع فیہ الی الاجماع لا الی نص القرآن والسنۃ فقد عصی اللہ تعا

کی نہایت عمدہ فال سمجھے اور اگر یہ خبر پاوے کہ اُنھون نے اس امر کو واجب سمجھہ
لیا ہے اور اُسکے خلاف سمجھنے والے کو بدعتی یا فاسق یا دشمن اسلام کہتے ہین تب تو
مارے خوشی کے مرہی جاوے اور اسلام کے خاتمے پر شادیانے خوشی کے بجاوے
اس لیے کہ اگر خوبی اسلام کی اسکی نظرون مین ہوتی تو اسی سے ہوتی کہ اسلام کے بانی نے
کامل توحید کو جاری کیا اور ساری قسم کے شرک کو خفی ہو یا جلی باطل کر دیا اور تمام رسمون
اور بنائی ہوئی باتون کو توڑ دیا اور ادیان سابقہ کی تحریف کرنیوالون کی تحریفات کو
واجب الترک والانکار بتلایا پس جبکہ اُسی مذہب کے لوگ توحید سے پھر گیے اور مشرک
فی صفۃ النبوۃ ہو گیے اور رسمونکی پابندی اور اپنے بھائی بندونکی باتون پر نہ قانع بلکہ
متمسک ہو گیے اور اپنے خدا کے کلام پر عمل کرنے کے لیے لوگون کے فتوون پر نظر
کرنے لگے اور اپنے رسول کے قول پر چلنے کے لیے عالمون کے حکم پابند ہو گئے کہ
جبتک اُنکے مولوی نہ کہہ دین وہ نہ خدا کی کتاب پر عمل کر سکتے ہین نہ رسول کی حدیث پر
تو پھر ایسی خرابی پر اسلام کی جو کچھہ وہ خوشی کرین وہ حق بجانب ہے اور جب وہ اس بات
سے واقف ہون کہ یہہ قول اور عمل صرف عوام ہی کا نہین ہے کہ وہ بمجبوری اُسکے قائل
اور اُسپر عامل ہوے ہون بلکہ اچھے اچھے پڑھے لکھون کا جنکا علامہ اور حضرت اور قبلہ
اور کعبہ کے سوا کوئی نام نہین لیتا یہی عقیدہ ہو گیا ہے اور گروہ کا گروہ اُسپر قائل ہو رہا
ہے اور دین اسلام کا مدار ہی اُسپر آگیا ہے تو معلوم نہین کہ اس شکر انے مین مشرک اپنے
بتون پر کیا کچھہ چڑھاوین اور نصاری اپنے حضرت مسیح کی کیا کچھہ اپنے حال پر عنایت سمجھین

تہمت کرتا ہے اور نیا دین بنایا چاہتا ہے اسلیے کہ خدا نے صاف صاف کہدیا ہے کہ جو تمہارے رب نے بھیجا اسکی اتباع کرو اور پھر فرمادیا ہے کہ جو رسول کہے اُسے لو اور جس سے منع کرے اُسے چھوڑو اور نیز ارشاد فرماتا ہے کہ اگر کسی بات مین جھگڑا ہو تو خدا رسول سے رجوع کرو اسلیے ہم اُس امر مین اجماع کا اتباع کرتے ہین جس مین ہمکو ثابت ہو کہ سب کے سب اُسپر متفق ہین اور اُنکا اجماع کتاب و سنت کے مخالف نہین ہے اور اگر آپس مین اختلاف ہو تو ہم قرآن و حدیث پر رجوع کرتے ہین جسکو اُسکے مطابق پاتے ہین اُسپر عمل کرتے ہین گو اُسپر اجماع نہو اور بس یہی وہ طریقہ ہے جسکا حکم خدا و رسول نے دیا ہے دوسرے یہ کہ اجماع کے دعوے سے ثابت ہوتا ہے کہ حالت اختلاف مین ہمکو قرآن و حدیث پر رجوع کرنا نچاہیے بلکہ اجماع پر کہ بہتون کی راے کیا ہے تو حقیقت مین یہ بات دین اسلام کی نہین ہے۔

مقلد۔ سبحان اللہ آپ بڑے محقق کا کلام اپنے دعوے کی دلیل مین لائے ابن حزم تو بدعتی تہا اور اُسکو فقہا نے نکال دیا تہا کہ وہ جنگل مین مرگیا۔

غیر مقلد۔ یہہ سچ ہے کہ فقہا نے بدعتی کہکر نکال دیا تہا مگر اسی قصور مین کہ اُسنے فقہا کے اقوال کو بالاے طاق رکھکر خدا کی کتاب اور رسول کی احادیث پر رجوع کی تہی لیکن شکر ہے کہ اُسکے کلام کی تصدیق اَور علما نے بھی کی ہے چنانچہ حجۃ اللہ البالغہ مین شاہ ولی اللہ صاحب نے اجماع کی نسبت ایسا ہی کچھہ کہا ہے اور ابن حزم کے قول حرمت تقلید کو باطل نہین گردانا بلکہ اُسکو اور پورا کردیا ہے چنانچہ وہ کہتے ہین

ورسولہ تنزع من الدین ما لم یاذن بہ اللہ تعالی واما الحق فنتبع الاجماع
فما صح انہم اجمعوا علیہ ولا یخالفہ اصلاً ونرد ما نوزع فیہ الی القرآن والسنۃ
فنا خذ ما فیہا وان لم یجمع علی الاخذ بہ وبھذا امر اللہ تعالی ورسولہ وعلیہ اجمع
اھل اسلام وما نعلم احدا قط قال لا الزام فی شیئ من الدین الا ما اجمع الناس
علیہ فقد صاروا بھذا الاصل متخالفین للاجماع بلا شک والوجہ الثانی
انہ مذھب یقتضی ان یلقب الی القرآن والسنۃ اذا وجد الاختلاف فی شیئ
من احکامھا ولیس من ھذا من دین الاسلام فی شیئ مع انہ فی اکثر الامر
کذب علی انہ قول بلا علم وایضا فانھم لا یلتزمون ھذا الاصل الفاسد
الا فی مسائل قلیلۃ جدا وھو یبطل سائر مذاھبھم یعاد علیھم وباللہ التوفیق

کہ اجماع کا دعوی کرنا ایک ایسا قول ہے جسکا فساد ظاہر ہے اس لیے کہ اس سے
سارے اقوال باطل ہوتے ہین اور ایسے دعوی کرنیوالون پر الزام آتا ہے کہ وہ نہ
زکوۃ کو واجب جانین نہ حج و نماز کی فرضیت کے قائل ہون اور نہ زنا کی برائی پر
اعتقاد رکھین مگر اسی وجہہ سے کہ اُسپر اجماع ہے اور جو ایسا کرے وہ دین اسلام سے
خارج ہے دو وجہہ سے اوّل یہہ کہ یہہ بنایا ہوا مذہب ہے نہ خدا نے یہہ حکم دیا ہے
کہ سوائے اجماع کے اور کسی کا اتباع نہ کرنا اور نہ رسول نے ایسا فرمایا ہے بلکہ خدا
نے تو قرآن وسنت اور اولوالامر کے اتباع کا حکم دیا ہے یہ بھی خدا نے نہین کہا کہ
جب کسی امر مین اختلاف ہو تو وہی بات ماننا جسپر اجماع ہو جو ایسا دعوی کرے وہ خدا

منقول ہے) یعنی سب سے زیادہ عجیب یہ ہے کہ فقہاء مقلدین اپنے امام کے قول کے ماخذ کے ضعیف ہونے سے واقف ہو جاتے ہین اور کچھہ جواب اُسکے ضعف کا نہین رکھتے اور باایںہمہ اپنے امام کے قول کی تقلید نہین چھوڑتے بلکہ بسبب تقلید کے صریح حکم کتاب وسنت کو چھوڑ دیتے ہین اور ظاہر کتاب وسنت کے ترک کرنیکے حیلے ڈھونڈھتے ہین اور تاویلات بعید اور باطل قرآن وحدیث مین کرتے ہین حالانکہ اگلے لوگون کا یہ قاعدہ تہا کہ بغیر پابندی کسی مذہب کے جس عالم سے چاہتے مسئلہ پوچھہ لیتے مگر جب سے کہ یہ مذہب ظاہر ہوے اور مقلدین مین تعصب آیا تب سے یہ حال ہو گیا ہے کہ اپنے ہی امام کی تقلید کرتے ہین اور کچھہ دلیل وبرہان کو نہین دیکھتے اور اُسکو مثل نبی مرسل کے جانتے ہین اور جو ایسا کرے وہ حق سے دور ہے۔

دوسرے۔ قال الامام ابو شامہ ینبغی لمن اشتغل بالفقہ ان لا یقتصر علی مذہب امام ویعتقد فی کل مسئلۃ صحۃ ما کان اقرب الی دلالۃ الکتاب والسنۃ المحکمۃ یعنی امام ابو شامہ نے کہا ہے کہ اُس شخص کو جو فقہ مین مشغول ہوا چاہیے کہ کسی ایک امام کے مذہب پر حصر نکرے بلکہ ہر مسئلے مین اُس چیز کی صحت کا معتقد ہو جو قریب تر ہو کتاب وسنت سے۔

تیسرے۔ عبدالوہاب شعرانی میزان مین لکھتے ہین کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے حرام علی من لم یعرف دلیلی ان یفتی بکلامی کہ حرام ہے اُس شخص پر جو میری دلیل کو نہ پہچانے یہ کہ فتوی دیوے میرے کلام پر اور شیخ تقی الدین

کہ یہہ قول ابن حزم کا کہ تقلید حرام ہے اور کسی کو حلال نہین ہے کہ سوائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر دلیل کے اور کسی کے قول کو لے اسلیے کہ چند آیتون مین اللہ جلشانہ نے اپنے ہی اور اپنے رسول ہی کی تبعیت کا حکم کیا ہے اور تمام صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کا اول سے آخر تک اسی امر پر اجماع ہے کہ ایک انسان کو اپنے جیسے دوسرے انسان کے سب اقوال کا لینا منع ہے پس جو شخص سب اقوال کو امام ابو حنیفہ یا شافعی وغیرہ کے لیتا ہے اور خدا کی کتاب اور رسول کی سنت پر اعتماد نہین کرتا وہ مخالف تینون نیک زمانے کے اجماع کا ہے اور جو ایسا ہو وہ اُس راہ پر چلتا ہے جو مسلمانون کی نہین ہے پس یہ قول ابن حزم کا بھی پورا نہین بلکہ ناقص ہے مگر اُس شخص کے حق مین جو کہ طاقت اجتہاد کی رکھتا ہو اگرچہ ایک ہی مسئلے مین ہو اور یا اُسکو صاف ثابت ہو جاوے کہ پیغمبر صاحب نے ایسا فرمایا ہے یا اُس سے منع کیا ہے اور یہہ بھی اُسکو معلوم ہو کہ یہہ منسوخ نہین ہے ایسی حالت مین حدیث سے مخالفت کرنیکا کوئی سبب بجز نفاق خفی یا حماقت جلی کے نہین ہے۔

مقلد۔ یہ قول بھی اُس شخص کا ہے جسکو ہم غیر مقلد جانتے ہین اور جسکے اقوال کو ہم نہین مانتے وہ بھی تمھاری ہی طرح سے خلاف طریقہ اور علما کی تقلید کا تارک تہا۔

غیر مقلد۔ قطع نظر اُنکے صدہا اقوال عدم وجوب تقلید پر ہمکو معلوم ہین کہ بطور نمونے کے چند اقوال ہم آپ کو سُناتے ہین۔

اول قال الشیخ عزالدین عبدالسلام ومن العجب العجیب (اصل قول ازالۃ الخفاء مین

ساتوین امام شعرانی منہج مین امام شافعی کے اقوال مین لکھتے ہین کہ وہ فرماتے ہین انظروا فی امر دینکم فان التقلید المحض مذموم وفیہ عمی للبصیرۃ وکان کثیرا ما یذم التقلید ویقول قبیح علی من اعطی شمعۃ لیستضیء بھا ان یطفئھا ویمشی فی الظلام کہ اپنے دین مین ہوشیار رہو تقلید محض پر قانع نہو اس لیے کہ وہ بصیرت کو اندہا کر دیتی ہے اور نہایت بُری ہے اور امام شافعی اکثر تقلید کی برائی کرتے اور کہتے کہ نہایت قبیح ہے حال اُس شخص کا کہ جسکو خدا شمع روشن عطا کرے تاکہ اُسکی روشنی پاوے اور وہ اُسے بجھادے اور تاریکی مین چلے۔

آٹھوین کتاب لواقح الانوار القدسیہ مین لکھا ہے کہ ومن شان الفقیہ المحقق ترک التعصب لامامہ اذا علم ضعف دلیلہ وعلم صحۃ دلیل مذھب الغیر لا امامہ لم یقل لہ قلدنی فی کل ما قلتہ لعلمہ بعدم العصمۃ من الخطاء کہ شان فقیہ محقق کی یہ ہے کہ وہ تعصب اپنے امام کا چھوڑ دے جبکہ اُسکو اُسکی دلیل کا ضعف معلوم ہوجاوے اس لیے کہ اُسکے امام نے یہ نہین کہا ہے کہ ہر بات مین جو مین کہتا ہون میری تقلید کرنا اس لیے کہ وہ خود جانتے تھے کہ ہم خطا سے محفوظ نہین ہین۔

نوین شیخ محی الدین عربی فتوحات مکیہ کے باب ۳۲۸ معرفت نسخ شریعت مین لکھتے ہین ان الشیطان قد مکنہ اللہ تعالی علی حضرۃ الخیال وجعل لہ سلطانا فیھا فاذا رای الفقیہ یمیل الی ھوی الخ یعنی شیطان کو خدا نے خیال پر تسلط دیا ہے پس جب وہ دیکھتا ہے کہ کوئی فقیہ خواہش کی طرف مائل ہے تو اُسکو بہکاتا ہے اور یہ

نے ابن خزیمہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ لیس لاحد مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم قول اذا صح الخبر عنہ کہ کسی کے قول کو کچھ اعتبار نہیں ہے بمقابل رسول کے قول کے جبکہ صحت حدیث کی ثابت ہو جاوے۔

چوتھے - امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اذا صح الحدیث فھو مذھبی جو حدیث ثابت ہو جاوے وہی میرا مذہب ہے۔

پانچوین وراساۃ اللبیب مین لکھا ہے وقد صح منہ ایضا انہ قال اترکوا قولی بقول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لانہ لم یدع ھو ولا احد غیرہ من المجتھدین الاحاطہ بکل قول صح من الرسول صلے اللہ علیہ وسلم فی زمانہ فضلا عما بعد زمانہ یعنی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ میرے قول کو چھوڑ دو جبکہ قول رسول کا پاؤ اس لیے کہ امام موصوف یا اور کسی مجتہد نے یہ دعوٰی نہین کیا کہ ساری حدیثین اُن تک پہونچ گئین اُنکے زمانے مین چہ جاے کہ وہ حدیثین جو بعد اُنکے زمانیکے معلوم ہوئین۔

چھٹے امام شعرانی نے منہج مین لکھا ہے کہ امام شافعی فرماتے ہین کل شئی خالف امر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سقط ولا یقوم معہ حجۃ ولا قیاس فان اللہ تعالی قد قطع العذر بقولہ صلے اللہ علیہ وسلم فلیس لاحد معہ حجۃ وقال ایضا اذا ثبت الخبر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یحل ترکہ لشیئ ابدا یعنی بمقابل قول رسول کے کسیکا کلام حجت نہین ہے اور بعد ثبوت حدیث کے ترک کرنا حدیث کا جائز نہین ہے

بلاتبدیل وتغیر کے بھی محفوظ ہین لیکن باوجود ان سب باتون کے مقلدین مین سے کوئی
اُن پر عمل نہین کرتا اور اپنے اگلون کے فتوون ہی پر رجوع کرتے ہین اور باوجود مخالفت
اُن صحاح حدیث کے اپنے فقیہون کے قول کو ترک نہین کرتے تو کیا فرق ہے اُن
احادیث کے ہونے اور نہونے مین اس لیے کہ جب اُنکا حکم ہی نرہا اور مقلدین کے
نزدیک اُن پر رجوع کرنا جائز ہی نہ ٹھہرا تو اُنکے نزدیک اُن احادیث کا وجود وعدم برابر ہے
پس اس سے زیادہ نسخ شریعت کا اور کیا ہوگا انتہی۔

دسویں نقل عن المضمرات ان الخبر فی کونہ حجۃ فوق الاجتہاد فان
خالفت الروایۃ الحدیث الصحیح ترکت فالعمل بالحدیث اولی من الروایۃ پس جو
روایت مخالف حدیث کے ہو وہ چھوڑ دی جاویگی۔

گیارہویں امام شعرانی نے میزان مین لکھا ہے کہ فان قلت ما اصنع بالاحادیث
التی صحت بعد موت امامی ولم یاخذ بھا فالجواب ینبغی لک ان تعمل بھا فان امامک
لو ظفر بھا وصحت عندہ ربما کان ابرک بھا فان الائمۃ اسری کلھم فی ید الشریعۃ
ومن فعل ذلک فقد حاز الخیر بکلتی یدیہ یعنی اگر تو پوچھے کہ مین کیا کرون نسبت
اُن حدیثون کے جنکی صحت بعد موت میرے امام کے ثابت ہوئی اور میرے امام نے اُنکو
نہین پایا اسکا جواب یہ ہے کہ تجھے چاہیے کہ تو اُس حدیث پر عمل کرے اس لیے کہ اگر
تیرے امام کو یہ حدیث مل جاتی تو ضرور وہ اُسپر عمل کرتے اس لیے کہ سارے امام شریعت
کے ہاتھ مین ہین اور جو ایسا کرے وہ دونون ہاتھ سے نیکی جمع کریگا۔

وسوسہ دیتا ہے کہ یہہ روایت خدا کی ہے اور یون سمجھاتا ہے کہ پچھلے نیک لوگ بھی
بسبب رائے کے خدا تک پہونچے ہین اور احکام مین قیاس سے کام لیا ہے اور
ایسی ایسی باتین اُس فقیہ کے دل مین ڈال کر اُسکی خواہشات پوری کرنے کے لیے اُسے
ایک حیلہ شرعی بتلا دیتا ہے پس وہ فقیہ احادیث نبویہ کو بالائے طاق رکھہ دیتا ہے
اور اُسکے عدم قبول پر یہہ عذر کرتا ہے کہ اگر یہہ حدیث صحیح ہوتی یا اگر صحیح ہے تو کوئی
دوسری حدیث معارض اور ناسخ اُسکی نہوتی تو ضرور امام شافعی اُسپر عمل کرتے یا امام ابوحنیفہ
اُسپر عامل ہوتے غرض کہ جو فقیہ جس امام کا مقلد ہے وہ ترک حدیث پر ایسے ہی عذر
اور حیلے کرتا ہے اور حدیث پر عمل کرنیوالے کو گمراہ جانتا ہے اور جو کچھہ اُنکے امامون
نے کہہ دیا اُسکی تقلید کو واجب جانتا ہے اگرچہ اُنکے اقوال احادیث کے معارض ہون
لیکن وہ کتاب وسنت کو چھوڑکر اپنے ہی امامون کی طرف رجوع کرتا ہے پس اگر ہم اُس سے
کہین کہ امام شافعی صاف کہہ گیے ہین کہ اگر کوئی حدیث تمکو مخالف میرے قول کے ملے
تو میرے قول کو دیوار سے پٹکو اور حدیث پر عمل کرو اسلیے کہ میرا مذہب وہی ہے جو حدیث سے
ثابت ہو اور مثل اسی کے امام ابوحنیفہ نے فرمایا ہے اور یہہ قول اُنہین کے مقلدین سے
ثابت ہے پس ایسی باتون کو سُنکر مقلد چپ ہوجاتے ہین اور کچھہ جواب معقول نہین دیسکتے
اور ایسے مباحثے کا مجھے اکثر اتفاق ہوا غرض کہ خواہشات نفسانی کے سبب سے شریعت
محمدی کو فقہا نے منسوخ کردیا کہ باوجودیکہ احادیث صحیح کتب صحاح مین موجود ہین اور اُنکے
راویون کے نام بھی مذکور ہین اور اُن کا جرح وتعدیل بھی منقول ہے اور اُنکی سندین

پندرہوین ابن امیر الحاج نے تحبیر شرح تحریر مین لکھا ہے کہ اذا رای لقول المخالف لمذھب امامہ دلیلاً صحیحا من الحدیث و لم یجد فی مذھب امامہ جوابا قویا عنہ ولا معارضا راجحا علیہ اذا المکلف مامور باتباع النبی صلے اللہ علیہ وسلم فیما شرعہ فلا وجہ لمنعہ من تقلید من قال بذلک من المجتہدین محافظۃ علی مذھب التزم تقلید۔

سولہوین صاحب دراسۃ اللبیب نے لکھا ہے کہ حتی لو ترک مذھب امامہ بقول من سھل تتبعا لوخصۃ لم یکن ملاما کہ اگر کوئی شخص اپنے امام کے مذہب کو ترک کردے اُسکے کہنے پر جو کہ بسبب مباح ہونیکے کسی امر مین آسانی پاوے از روے شریعت کے تو اُسپر کچھ ملامت نہین ہوسکتی۔

پس اس سے باطل ہوا وہ قول مقلدین کا کہ تقلید کے چھوڑنے سے آدمی آزاد ہوجاتا ہے اور بہت حرام چیزون کو مباح سمجھتا ہے ایسے کہنے والون نے درحقیقت شریعت محمدی کو مشکل کر رکھا ہے اور جو آسانی خدا نے اُسمین رکھی ہے اُسپر عمل کرنے کو الحاد تصور کیا ہے حالانکہ حضرت ابن عباس سے سنن ابوداؤد مین ایک حدیث منقول ہے کہ عن ابن عباس قال کان اھل الجاھلیۃ یاکلون اشیاء ویترکون اشیاء تقذرا فبعث اللہ تعالی نبیہ صلے اللہ علیہ وسلم وانزل کتابہ واحل حلالہ وحرم حرامہ فما احل فھو حلال وما حرم فھو حرام وما سکت عنہ فھو عفو۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ اہل جاہلیت بہت سی چیزین کھاتے اور بہتون کو

بارہویں شاہ ولی اللہ صاحب اپنے وصایا مین لکھتے ہین در فروع پیروی علماے محدثین کہ جامع باشند میان فقہ و حدیث کردن و در انجا تفریعات فقیہ بر کتاب و سنت عرض نمودن انچہ موافق باشد در حیز قبول آوردن والا کالاے بدبریش خاوند دادن اُمت را ہیچ وقت از عرض مجتہدات بر کتاب و سنت استغنا حاصل نیست و سخن متقشفہ فقہا را کہ قول عالمی را دستاویز ساختہ تتبع سنت را ترک کردہ اند نہ شنیدن و بآن التفات نہ کردن و قرب خدا جستن بدور ہی اینان۔

تیرہویں شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے ہین تفسیر مین حدیث من لم یعرف امام زمانہ کے کہ فالمراد ان من لم یعرف امام زمانہ من الکتب و لم یعرف ناسخ الکتب السابقۃ و لم یعرف ان کتب ائمۃ المذاہب لیست واجبۃ الاتباع کما یظنہ جملۃ المقلدین من کل مذہب مات میتۃ جاھلیۃ یعنی جو شخص نہ جانے کہ امام زمانے کا قرآن مجید ہے اور نہ جانے اس امر کو کہ کتب سابقہ منسوخ ہوگئی ہین اور نہ جانے اس بات کو کہ کتابین مذہب کے امامون کی واجب الاتباع نہین ہین جیسا کہ سب مقلدین اپنے اپنے مذہب کے امامونکی کتابونکی نسبت گمان کرتے ہین تو اُس نہ جاننے والے کی موت جاہلیت کی موت ہے۔

چودہویں صاحب لوامع الالہام نے مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب کے ایک اور قول کو اپنی کتاب مین نقل کیا ہے بدانکہ امام ابو حنیفہ گفتہ است کہ حلال نبود کسی را کہ بقول ما تمسک کند تا آنکہ نداند ماخذ آن را از کتاب و سنت و اجماع امت و قیاس جلی و مجتہد گاہ خطا کند و گاہ بحق رسد چون خطای او ظاہر گردد تقلید او در خطا حرام بود۔

الصحیح حرام علی المقلد کالمجتہد کہ عمل کرنا ایسی دلیل پر جو کہ مخالف ہو حدیث صحیح کے حرام ہے مقلد پر بھی مثل مجتہد کے۔

بلیسوین روی الخطیب باسنادہ ان الدراکی من الشافعیۃ کان یستفتی ربما یفتی بغیر مذہب الشافعی وابی حنیفۃ فقیل لہ ھذا یخالف قولیھما فیقول ویلکم حدث فلان عن فلان عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم ھکذا فالاخذ بالحدیث اولی من الاخذ بقولھما اذا خالفاہ کہ دراکی فقہای شافعی سے کبھی فتوی مخالف مذہب امام شافعی اور امام ابی حنیفہ کے دیتے تو جب کوئی پوچھتا کہ یہہ قول آپکا مخالف اُن دونوں امامون کے ہے تو وہ فرماتے کہ جب معلوم ہوگیا کہ یہہ قول پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے تو بس اُسکا لینا چاہیے نہ امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کے قولون کا جبکہ اُس سے مخالف ہون۔

اکیسوین ابن جوزی نے لکھا ہے کہ اذا کان للعامی یسوغ کیف لا یسوغ بہ الاخذ بالحدیث فلو کانت سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یجوز العمل بھا وھذہ من ابطل الباطل وقد اقام اللہ تعالی الحجۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دون احاد الامۃ ولا یفرض احتمال خطاء لمن عمل بالحدیث وافتی بہ بعد فھما اراضعاف مضاعفہ حاصل لمن افتی بتقلیدہ یعنی جبکہ عامی کو مفتی کے قول پر عمل کرنا جائز بلکہ واجب ٹھہرا باوجود احتمال مفتی کی خطا کے تو کیونکر اُسکو جائز نہوگا عمل کرنا حدیث پر پس اگر پیغمبر خدا ہی کی حدیث پر عمل کرنا جائز نہو تو

ناپاک سمجھکر چھوڑ دیتے کہ خدا نے اپنا نبی بھیجا اور اپنی کتاب نازل کی اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام بتلایا پس جسکو اُسنے حلال کر دیا وہ حلال ہے اور جسکو اُسنے حرام کر دیا وہ حرام ہے اور جس سے سکوت فرمایا وہ مباح ہے اور معاف ۔

سترہوین ابن امیر الحاج شرح تحریر مین لکھتے ہین کہ فلو التزم مذھبا معینا کابی حنیفۃ والشافعی قیل یلزم وقیل لایلزم قال الشارح وھو الاصح لان التزامہ غیر ملتزم اذ لا واجب الا ما اوجبہ اللہ تعالی ورسولہ ولم یوجب اللہ تعالی ورسولہ صلے اللہ علیہ وسلم علی احد من الناس ان یتمذھب بمذھب رجل من الامۃ فیقلدہ دینہ فی کل ما یاتی وھذا غیرہ کہ ایک مذہب معین کا التزام کرنا واجب نہین ہے اس لیے کہ واجب وہ ہے جسکو خدا اور رسول نے واجب کیا ہو پس نہ خدا نے نہ رسول نے بندون پر یہ واجب کیا ہے کہ وہ مذہب کسی آدمی کا اُسکی اُمت مین سے اختیار کرین اور خدا کے دین مین کسی کی ایسی تقلید کرین کہ اُسی کی باتون کو مانین اور دوسرونکو چھوڑ دین ۔

اٹھارہوین ابن غزنی حاشیۂ ہدایہ مین لکھا ہے کہ من یتعصب لواحد معین غیر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ویری ان قولہ ھو الصواب الذی یجب اتباعہ دون الائمۃ الاخرین فھو ضال جاھل کہ جو شخص تعصب کرے کہ ایک ہی معین شخص کی تقلید لازم ہے وہ گمراہ جاہل ہے ۔

انیسوین صاحب دراسات نے لکھا ہے کہ العمل بدلیل مخالف للحدیث

فقہا کدام یک مختار و پسند جنابست فرمودند کہ ہیچ پسند مانیست یا بطور مانیست افراط و تفریط بعمل آوردہ اند
یہ اقوال صرف بطور نمونے کے ہمنے نقل کیے اور مثل اسکے صدہا ہزارہا اقوال ہین
جن سے حدیث پر عمل کرنا واجب نکلتا ہے ۔

مقلد ۔ آپ کی اس تقریر سے ثابت ہوا کہ حدیث کا ترک کرنا جائز نہین ہے اور بمقابل
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے کا قول لائق سند نہین پس یہی ہم بھی کہتے ہین
اور ایسا ہی ہمارا عقیدہ ہے ہم بھی امام کو نبی نہین جانتے انکو معصوم نہین کہتے بلکہ ہمارا
اول عقیدہ مجتہدین کی نسبت یہی ہے کہ المجتہد قد یخطی و قد یصیب کہ مجتہد خطا
بھی کرتا ہے اور صواب بھی مگر ہم خوب جانتے ہین کہ ہمارے مجتہدین اور فقہا نے اپنے
ہر ایک قول کو حدیث سے ثابت کیا ہے اور کسی مین مخالفت حدیث کی نہین کی اور جو قول
ظاہر مین مخالف حدیث کے معلوم ہوتے ہین وہ درحقیقت مخالف نہین ہین بلکہ اور احادیث
صحیحہ سے اُنکا ثبوت ہوتا ہے اور امام ابوحنیفہ کے پاس صندوق کے صندوق حدیثون
کے تھے پس ہم بواسطے اُنکی تقلید کرتے ہین اور اُنکے اقوال کتاب و سنت سے ثابت
ہین اور مخالف حدیث کے نہین ہین ۔

غیر مقلد ۔ بیشک آپ اپنی زبان سے امام کو نبی نہین کہتے اور اُنکی معصومیت کا اقرار
نہین کرتے مگر جو برتاؤ تمھارا اُنکے ساتھ ہے اُس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ تم اُن کو
معصوم جانتے ہو ورنہ خیال کرو کہ یہہ تمھارا کہنا کہ اُنکا کوئی قول حدیث سے معارض نہین اور
بعد اُنکے بھی کوئی حدیث صحیح نہین ملی جس سے کسی مسئلے مین انکا اجتہاد قابل ترک کے ہو

پہر کسپر عمل کرنا جائز نہوگا حالانکہ خدا نے اپنی حجت صرف رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیا ہے
نہ اور کسی آدمی کو اور یہ سمجھنا کہ عمل بالحدیث مین غلطی کا احتمال ہے باوجود اقرار اس امر کے
کہ اُس سے دو چند چہار چند زیادہ غلطیان مفتی کے قول مین ہوتی ہین جنکی تقلید واجب سمجھی
جاتی ہے بڑی نادانی ہے۔

بائیسوین مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قرأت خلف امام کے استفتا کے جواب مین
فرماتے ہین کہ خواندن سورہ فاتحہ باقتداے امام مقتدی را نزد ابوحنیفہ ممنوع و نزد محمد ہرگاہ
کہ امام خفی بخواند جائز بلکہ اولی و نزد شافعی بدون خواندن فاتحہ عدم جواز صلوۃ و نزد فقیر ہم
قول شافعی ارجح و اولی چراکہ بملاحظہ حدیث صحیح لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب بطلان
نماز ثابت میشود و قول ابوحنیفہ نیز جا بجا وارد است کہ جائیکہ مذہب صحیح وارد شود و قول
من خلافش افتد قول مارا ترک باید نمود و بر حدیث عمل باید کرد الی قولہ لہذا لازم است کہ ضم
فاتحہ مقتدی بہ تبعیت امام نیز کردہ باشد تا داخل تابعان مفسرین و محدثین خواہد شد و درین معنے
از ترک فاتحہ خلاف حدیث صحیح واقع خواہد شد و چہ عجب کہ صحت این حدیث بامام ابوحنیفہ نرسیدہ
باشد ہرگاہ کہ الحال از صدہا و ہزارہا مردم علماے محققین مثل امام بخاری و صاحب مسلم وغیرہم
رحمہم اللہ صحت این ثابت شد از ترکش ملام و مطعون خواہد شد۔

تیئسوین مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب اپنی حالت دیا مین لکھتے ہین کہ ناگاہ جناب
حضرت امیر از جناب قبلہ نمایان شدند الی قولہ بافقیر ہمکلام شدند فقیر آن وقت را غنیمت دانستہ چندے
چیزے کہ دران وقت در ذہن حاضر شدہ عرض نمود جواب باصواب یافتہ الی قولہ باز عرض نمود کہ از مذاہب

اور تم لوگون کی طرح حدیث پاکر اور اُسکی صحت پر مطلع ہوکر چھوڑ دیتے تو بیشک اُنکی پاکی پر
اعتراض ہوتا حقیقت مین تم اُنکے مقلد نہین ہو ہم اُنکے مقلد ہین کہ اُنکے قول پر چلتے ہین
کہ وہ صاف فرما گیے ہین کہ حدیث پر عمل کرو اور کسی کے قول کو نہ دیکھو لیکن بعد اُنکے جو
اَور لوگ ہوے اور جنہون نے تقلید مین تعصب کو دخل دیا اُنکو بیشک ہم اچھا نہین جانتے
اور اُنکی باتون پر نہین چلتے گو تمہارے نزدیک وہ محقق ہون یا علامہ علاوہ اِسکے آپ
تقلید صرف ائمہ اربعہ رضی اللہ تعالی عنہم کی نہین کرتے بلکہ اُنکے مقلدین کی تقلید کرتے
ہو اس لیئے کہ جتنے مسئلے اور احکام فقہ کی کتابون اور فتاوون مین لکھے ہوے ہین یہ
بھی تو سب اُنہین امامون کے نکالے ہوے نہین ہین بلکہ اُنکے بعد اَور عالمون اور فقیہون
نے اُنکے اصول پر نکالے ہین اور تم سب کو مثل مسائل نکالے ہوے امامون کے ماننے
ہو اس وجہ سے کہ وہ اُنکے اصول کے پابند ہین پس اگر تم صرف اُنہین امامون کے نکالے
ہوے مسئلون کی تقلید کرتے تب بھی خیر بلحاظ اُنکی بزرگی اور پاکی کے تمکو نامناسب
نہوتا مگر جب کہ سارے مسئلے اُنکے نکالے ہوے نہین ہین تو تعجب ہے کہ اُنکے
اصول کی پابندی سے جو مسئلے پچھلے عالمون نے نکالے ہون اور جسمین اُنہون نے
غلطیان بھی کی ہون بلکہ خود اپنے امامون کے اقوال سے بعضے حالات مین بوجہ نافہمی
وغیرہ کے مخالفت کی ہو اور اُنکے بعضے فتوے اور مسئلے امامون کے اصول کے
مطابق ہی نہ رہے ہون مگر باینہمہ اُنکو تم مانون اور جو کتاب وسنت کو اصول سمجھکر اُسکی
پابندی سے مسئلے نکالے اور درواسطہ درواسطہ کو چھوڑکر اصل ماخذ سے شرع کے احکام

یہ کیا ایسا قول ہے کہ جسکی غلطی ثابت کرنیکے لیے کسی دلیل کی حاجت ہو اگر چارون امام کے سب اقوال موافق حدیث کے ہوتے تو کیون آپس مین اختلاف ہوتا پس یہ اختلاف ہی عمدہ دلیل تمھارے قول کی غلطی کی ہے +۔

مقلد۔ تو معلوم ہوا کہ آپ کے نزدیک امامون نے اپنی اپنی راے سے کام لیا اور خلاف حدیث کے مسئلے اپنے ذہن سے تراش کر بنا لیے اور جو ایسا کرے وہ دشمن اسلام کا ہے تو یہ چارون امام آپ کے عقیدے کے موافق دشمن اسلام کے ٹھہرے ونعوذ باللہ منہ۔

غیر مقلد۔ ہمارا یہ قول اور عقیدہ اُن پاک امامونکی نسبت نہین ہے بلکہ ہم تو اُن کو اس درجے سے بھی بڑہا ہوا جانتے ہین جس درجے کا تم اُن کو سمجھتے ہو اور ہم اُنکی پاکی اور نیکی کے معتقد ہین اور اُن کا ایک بڑا احسان اپنے اوپر جانتے ہین کہ اُنکی مساعی جمیلہ سے راہ شریعت کی کشادہ ہوئی خداے تعالی اُنکے نیک کامون کا نیک بدلا دے مگر یہ سمجھتے ہین کہ جہان تک اُنکو احادیث پہونچین اُسپر اُنہون نے عمل کیا اور جن مسائل مین اُنکو حدیث نملی وہان اجتہاد کیا اور جہان تک اُنسے بہ نیک نیتی ہوسکا اپنے آپ کو غلطی سے بچایا مگر وہ معصوم نہ تھے کہ اُن سے غلطی نہوتی علاوہ برین پیچھے کر کے حدیث مل گئی سو اگر وہ زندہ رہتے تو ضرور اُس مسئلے مین اپنے اجتہاد کو ترک کر دیتے اور اسی لیے وہ ہمیشہ کہتے رہے کہ حدیث کے ملنے کے بعد ہمارے قول کو نہ ماننا اگر وہ امام اپنی راے کو دخل دیتے۔

+ یہان اس جواب کو ہمنے مختصر کر دیا اس لیے کہ اس مضمون کے تتمے مین ہمنے نہایت تفصیل کے ساتھ جواب اس امر کا دیا ہے اور بہت سی روایات فقیہ کی مخالفت حدیث سے ثابت کی ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو پس جو علامہ کیدانی نے اُسکی حرمت کا فتوی دیا ہے اُسکی
بُرائی پر یہی دلیل کافی ہے کہ اُسنے سارے اہل حدیث کی اہانت کی اور بعد اس قول کے
ملا علی قاری لکھتے ہین ولو لا حسن الظن بالکیدانی وتاویل کلامہ بسببہ
لکان کفرہ صریحا وارتدادہ صریحا فھل یحل لمومن باللہ تعالی ان یجزم
ماثبت بفعلہ صلے اللہ علیہ وسلم ما کاد ینقلہ ان یکون متواترا کہ اگر
علامہ کیدانی کے ساتھہ حُسن ظن نہوتا اور اُسکی کلام کی تاویل نہوسکتی تو اُسکے کفر وارتداد مین
کچھہ شک نہ تھا کیا جائز ہے خدا پر ایمان لانیوالے کو کہ وہ حرام کردے اُس چیز کو جسکا
کرنا ثابت ہوا ہو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اور جسکی نقل قریب متواتر کے ہو +

پس جبکہ تقلید سے یہ نوبت پہونچ گئی ہو اور احادیث نبوی سے ایسے ایسے بڑے
فقہا کی بیخبری کا یہ حال ہو تو اُسی کو واجب جاننا اور عمل بالحدیث کو بدعت کہنا وہ دین
و مذہب ہے جسکو کچھہ بھی تعلق اسلام سے نہین ہے۔

مقلد۔ ایک دو شخصون نے اگر ایسی غلطی کی تو اس سے الزام سب پر عائد نہین ہوتا
تقلید کے فائدون کو دیکھو اور جو آسانی مسائل کے معلوم کرنے کی فقہا نے پیدا کی
ہے اُسپر انصاف کرو۔

غیر مقلد۔ آپ کو شاید اپنے مذہب کے علما کے قولون پر بھی اطلاع نہین ہے
حضرت یہی مسئلہ اشارے کا ایسا ہے کہ جسپر صدہا عالمون نے مخالفت حدیث کی کی ہے

+ بعضے علماے حنفیہ نے اسکا یہہ جواب دیا ہے کہ اشارہ کرنا نماز مین خلاف وقار وسکینہ کے ہے مولانا شاہ عبدالغنی صاحب
اُسکے جواب مین فرماتے ہین کہ ہر گز وبد فعل پیغمبر اگر این خلاف وقار وسکینہ ہست خصوصًا در نماز باتفاق جمیع مومنین کافر گردد۔

سے اُسکو تم برا جانو حقیقت مین یہ ایک نہایت تعجب کی بات ہے۔

مقلد۔ کیا ہمارے پچھلے علمانے دیدہ و دانستہ حدیث کی مخالفت کی ہے۔

غیر مقلد۔ مین کیونکر اپنی زبان سے کہون مگر مین تمہارے ہی فقہا کے اقوال کو تمثیلاً نقل کرتا ہون ذرا کان لگاکر سنو اور تقلید کے نتیجون پر افسوس کرو ملا علی قاری اپنے رسالے مین جو اشارے کی نسبت لکھا ہے فرماتے ہین فالجاھل بالاخبار النبویۃ والآثار المصطفویۃ الخ† کہ جو شخص اخبار نبوی و آثار مصطفوی کو نہین جانتا‡ جب اُسنے دیکھا کہ بعض تو بسبب مسنون ہونے کے اشارہ تشہد مین کرتے ہین اور بعض یا جہل یا کسل کے سبب سے نہین کرتے تو یہہ کہنے لگا کہ اُسکا ترک کرنا اولی ہے بعد اُسکے دوسرا شخص ہوا اور اُسنے یہ زیادہ کیا کہ اشارہ کرنا مکروہ ہے مگر کراہت سے مراد اُسکی کراہت تنزیہی ہے پھر تیسرا شخص ہوا اُسنے کہا کہ جو اگلے لوگ کہہ گیے ہین کہ مکروہ ہے مراد مکروہ سے مکروہ تحریمی ہے اس لیے اُسنے فتوٰی دیا کہ اشارہ کرنا حرام ہے پس خیال کرو کہ بسبب جہالت اور غفلت کے سنت مشہورہ امور منہیہ مین داخل ہوگئی اور فعل پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کا حرام ٹھہر گیا اور حرام کی تعریف یہی ہے کہ جسکی حرمت بدلیل قطعی کتاب و حدیث سے ثابت ہو اور یہ قواعد مقررہ سے ثابت ہے کہ مباح کا حرام کرنا حرام ہے نہ کہ ایسی سنت کا جو حضرت

† در اساۃ کے حاشیہ پر یہ اصل عبارت لکھی ہوئی ہے جو چاہے دیکھ لے ہمنے بسبب طول کے چھوڑدی ہے اور فقط ترجمے پر قناعت کی۔

‡ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے بھی اشارے کے جائز ہونے بلکہ مسنون ہونے کی نسبت بہت کچھ فرمایا ہے چنانچہ بواسع الالہام نے اُنکے قول کو اسطرح نقل کیا ہے کہ چون نرسید بعضے راہنت و نہ قول ائمہ منع کرد نداز القیاس کتاب و سنت و قیاس و اجماع مخالف نص باطل باشد پس خطا کردن تقلید او در خطا حرام بود والی قولہ و فضل اشارت بسیار است درین مختصر نگنجد والے برکسی کہ ازین فضل محروم باشد۔

بہتر جانا اور دوسرے وہ علما ہین جنہون نے باوجود نیکی اور پاکی کے صرف تقلید
ہی کو اچھا جانا اور کتاب وسنت کو نہ یہہ سمجھکر کہ واجب الاتباع نہین ہین بلکہ یہ خیال کر کے
کہ جو کچھہ اگلے لوگ لکھہ گیے ہین اور استخراج کر گیے ہین وہ کافی ہے اور مطابق کتاب
وسنت کے ہے اپنا متمسک نہ بنایا اور نہ تعصب سے بلکہ نیکی اور محبت اور مصلحت سے
تقلید ہی کو اچھا جانا پس ان دونون علما کی نسبت ہم نہ اپنے دل مین کچھہ بُرا خیال کرتے
ہین نہ اُنکی شان مین ہم کچھہ کہتے ہین بلکہ ہم اُنکو تمسے بھی بڑھکر نیک اور پاک جانتے ہین مگر
ایسے علما کو چھوڑکر بہت سے علما ایسے ہوے ہین جنہون نے تعصب ہی کو دخل
دیا اور اپنے علم وفضل کے دکھلانے اور اپنی بات کی پیروی کرنے مین دیدہ ودانستہ
حق کو چھوڑا اور نہ صرف نیکی سے اور نہ فقط محبت سے اور نہ محض مصلحت کے خیال
سے بلکہ اپنی نفسانیت سے کھلی ہوئی حدیثون کو پس پشت ڈالا اور تاویلات بعیدہ سے
اُنپر خط نسخ کھینچا اور پوچ دلیلون سے اپنے اقوال کو ثابت کیا ایسے علما کے اگر حالات
اور مثالین اور نام لکھے جاوین تو ایک دفتر کا دفتر ہو جاوے † لیکن یہ کچھہ ضرور نہین ہے
کہ جو آدمی نیک اور اچھا ہو اُسکی سب باتین واجب التسلیم ہون اس لیے ہمنے مانا کہ بعضے
عالم نیک اور بزرگ تقلید کو اچھا جانتے تھے یا فرض کیا کہ وہ اُسے واجب سمجھتے
تھے مگر ہمارا اس قول کو اُنکی غلط جاننا اور اُنکی اس راے کو نادرست سمجھنا اُنکی بزرگی
پر الزام لگانا نہین ہے یہی غلطی آپ کی سمجھہ کی ہے اور اسی سے سب کو مغالطہ ہوتا ہے

† دیکھو احیاء العلوم کی کتاب علم اور کتاب غرور کہ ایسے علما کی نسبت کیا لکھا ہے۔

اور صرف تقلید کی سبب سے اُسکو مکروہ اور حرام کہا ہے اور اس بجا پر ملا علی قاری کے رسالے کا جواب لکھا ہے چنانچہ صاحب لوامع الالہام نے رسالہ اُسکے رد مین لکھا ہے وہ ملا علی قاری کے اس قول کی نسبت لکھتے ہین کہ انچہ علی قاری در جواز این فعل منہی اصرار نمودہ سخنہا گفتہ کہ کسی کم گفتہ باشد وارادہ ابطال مسئلہ اجتہاد و تقلید کردہ ہر آینہ این منجر بر فساد اعتقاد دیست پس معلوم ہوا کہ جو شخص فرا ہی تقلید کو چھوڑے اور حدیث پر عمل کرے وہ فاسد الاعتقاد ہے سبحان اللہ یہ عجیب دین و مذہب ہے کہ جسپر آدمی ایمان لایا ہو اُسکے قول کو ماننا اور اُسپر عمل کرنا دلیل فساد اعتقاد پر ہووے۔

چوبیسوین تقلید کے فائدون اور خوبیون کو ہمارے علما کی کتابون مین ملاحظہ کرو اور جو کچھہ آپ اعتراض کرتے ہین اُن سبکا جواب دیکھو خصوصًا شرح سفر السعادت اور تفسیر احمدی وغیرہ مطالعہ کرو تب آپ کے سب شبہات دور ہو جاوین۔

غیر مقلد۔ ہمنے سب کو دیکھا اور خوب غور کیا پس بعضون نے کی ہین تو اُنکی سادگی طبیعت کا اثر پایا اور بعضون کی تقریر پر مقولہ الحب یستر العقل کا یاد آیا اور اکثرون کی باتون کو تو صرف تعصب سے بھرا ہوا پایا مگر یہہ ہم نہین کہتے کہ سب علما اور فقہا نے دیدہ و دانستہ حدیث کی مخالفت کی ہے یا معاذ اللہ وہ سب کے سب پابند ہوا و ہوس کے تھے بلکہ ہم اکثر علما کو نیک اور پاک جانتے ہین اور اُنکی نہایت دل سے تعظیم اور بزرگی کرتے ہین لیکن اُنکی دو قسمین ہین ایک تو وہ جنہون نے اپنی نیکی اور پاکی کے ساتھہ تحقیق کو بھی دخل دیا اور کتاب و سنت پر تمسک کر کے فقہا سے اختلاف کیا اور اجتہاد کو تقلید سے

سارے قولون کو غلط جانتے ہین اس لیے ہم چند باتین آپ سے بیان کرتے ہین
جس سے آپکے یہہ سارے شبہات دور ہوجاوین سب سے پہلے اس امر کو سوچنا
چاہیے کہ علما سے محبت اور عداوت کی کیا وجہ ہے اور اُن کے قولون کا ماننا نہ ماننا
کس اصول پر مبنی ہے پس اُن کے ساتھہ محبت اور عداوت کی وجہہ صرف یہی ہے
کہ ہم جس معصوم پر ایمان لائے اور جس صاحب شریعت کی دین مین داخل ہوے اُس سے ہمکو دینی محبت رکھنا
فرض اور امر ضروری ہی پس جو شخص ہمکو ہمارے اُس محبوب تک پہونچا دے اور اُسکی باتین ہمکو سکھلا دے
اُس سے لامحالہ ہمکو محبت ہوگی اور رسول کا رسول سمجھکر ہم اُسکے ساتھہ خواہ مخواہ محبت کرینگے پس جن
عالمونکو ہم جانتے ہین کہ وہ پاک اور پاک طینت یا ہین اور سچی راہ ہمارے رسول کی ہمکو اور ساری
امت کو بتلاتے تھے اور بتلاتے ہین اور جنکی ذات سے دین کو بہت سا فائدہ ہوا ان سے
ہم محبت رکھتے ہین اور اپنی ساری جان اور دل سے اُنکی تعظیم کرتے ہین اس لیے کہ علت
محبت کی اُنمین موجود ہے اسیطرح پر جن مولویون کو ہم جانتے ہین کہ وہ متعصب اور جاہل تھے
اور جنکے تعصب اور جہالت سے دین کو نقصان پہونچا اور جنہون نے اپنی نفسانیت
اور دنیا طلبی یا حماقت اور نادانی سے وہ طریقہ جاری کیا جس سے ہم اپنے محبوب تک
نہ پہونچ سکین اور بیچ ہی مین بھٹکتے رہ جاوین تو ضرور ہم اُن سے عداوت رکھتے ہین اس
لیے کہ وجہ محبت کی اُنکی ذات سے مفقود اور علت عداوت کی موجود ہے پس فقط عالم ہونا
یا فقیہہ ہوجانا کافی نہین ہے بلکہ اسکے ساتھہ نیک اور پاک اور متقی اور مصداق لایخافون
لومۃ لائم ہونا بھی ضرور ہے پس اگر ہم اُن لوگون کے ساتھہ محبت رکھین جو کہ رسم

کہ جو آدمی نیک اور بزرگ ہے اُسکی سب باتین ماننے کے لائق ہین حالانکہ یہ حق کسی کا نہین ہے سوائے اسکے جو معصوم ہو اور جسکی نسبت اللہ جلشانہ نے فرمادیا ہو کہ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔

مقلد۔ نہایت تعجب کی بات ہے کہ آپ علما اور فقہا کے اقوال ماننے کو بُرا سمجھتے ہین اور اُنکی باتون کو خلاف حدیث کے جانتے ہین آخر علما کی باتون کو تو ہم اسی لیے مانتے ہین کہ وہ خدا اور رسول کی باتون کو سمجھتے ہین اور اُس سے واقف ہین اس وجہ سے ہم اُنکی باتون کو مانتے ہین کہ وہ دیدہ و دانستہ خدا و رسول کے مخالف باتین کرتے ہین اور خدا کی اور اُسکے رسول کی باتون کو سوائے علما کے کون سمجھہ سکتا ہے پس جسپر بہت سے علما فقہا جمع ہون اُسی کو ہم خدا و رسول کے حکم کے موافق سمجھتے ہین اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے کہ لا یجتمع امتی علی الضلالۃ کہ میری امت ضلالت پر جمع نہوگی اور چونکہ آپ علما فقہا کے دشمن ہین اس لیے ہم آپ کی باتون کو خلاف خدا و رسول کے سمجھتے ہین اور علما کی دشمنی کو ہم نشانیِ ضلالت سمجھتے ہین۔

غیر مقلد۔ ہم اس امر کو تسلیم کرتے ہین کہ ہم تمام اُن لوگون کو جو کہ علما اور فقہا کہلاتے جاتے ہین اور جنکے علم اور مولویت کے آپ معتقد ہین اپنا پیر و مرشد نہین جانتے اور اُنکی سب باتون کو نہین مانتے مگر یہ غلط ہے کہ ہم علما فقہا سے عداوت رکھتے ہین اور اُن مین کچھہ تمیز نہین کرتے اور سب کو بُرا سمجھتے ہین یا اُنکے

کہ ضرور کچھہ نہ کچھہ سبب اسکا ہوگا اُسی پر عمل کیا بلا شک اُسنے اُنکو معصوم جانا گو ہزار زبان سے انکار کرے اور جس نے اُنکی باتون مین اُن باتون کو نہ مانا جو کہ مخالف حدیث کے ہوئین اُسنے اپنے دعوے کو پایۂ ثبوت پر پہونچایا۔

مین نہایت حیران ہون کہ باوجودیکہ مقلدین کا دعوی تو یہہ ہے کہ المجتہد قد یخطی وقد یصیب اور پہر عمل یہہ ہے کہ امام کے اجتہاد کے برخلاف کرنا کسی کو جائز ہی نہین ہے اور اُسی کی تقلید واجب ہے۔

اب ہم اس امر پر غور کرتے ہین کہ ائمہ اربعہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے سچے پیرو ہم ہین یا کہ اُنکے مقلدین تو ہم بخوبی اپنے سچے دل سے یقین کرتے ہین کہ سچے پیرو اُنکے ہم ہین نہ وہ لوگ جو کہ تقلید کا دعوی کرتے ہین اس لیے کہ پیروی اُنکی وہ جھوٹی محبت نہین ہے جس سے وہ اُس درجے پر پہونچے ہوے سمجھے جاوین جسکے وہ مستحق نہین ہین بلکہ اصل پیروی اُنکی وہ ہے کہ جو کچھہ اُنھون نے کہا ہو اُسپر عمل کیا جاوے پس اگر کوئی شخص مسلمان ہوکر براہ محبت یہ عقیدہ رکھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تھے ونعوذ باللہ من ذالک تو اُسنے آنحضرت کو اُس درجے سے بڑہا دیا جو کہ خدا نے حضرت کو عنایت فرمایا اس لیے کہ حضرت بندی تھے نہ خدا اسی واسطے آپنے کلمہ شہادت مین اپنی عبودیت کو داخل کردیا اور صاف صاف فرمادیا کہ یون سمجھو اور یون کہو کہ محمدؐ عبدہ ورسولہ پس جسنے اُسکے برخلاف کیا وہ دشمن آنحضرت کا ہے نہ پیرو اسیطرح اگر کوئی شخص یہ سمجھے کہ ائمہ اربعہ معصوم تھے تو اُسنے اُنکو اُنکی درجے سے بڑہا دیا اس لیے

ورواج کے پابند تھے یا جنکے دل کو تعصب نے سیاہ کر دیا تھا یا جنکی آنکھون پر پردہ
جہالت کا پڑگیا تھا اور جنہون نے دیدہ و دانستہ امت کو اسکے پیغمبر سے پھوڑانا چاہا
اور اپنی لچ و لچر باتون سے لوگون کو بہکایا تو حقیقت مین یہ دوستی رکھنا اسلام کے ساتھ
دشمنی کرنا ہے اگر ہم علما و فقہا کے دشمن ہوتے تو ضرور چارون امام اور انکے خاص
تلامذہ کے دشمن ہوتے حالانکہ ہم انکو وارث انبیا سمجھتے ہین اور علماے ربانی جانتے
ہین اور اپنے سارے دل و جان سے انکی تعظیم کرتے ہین اور انکا شکر کرتے ہین جیسا کہ
انکے اُن تقلید کرنے والون کو جنہون نے حدیث پر عمل کرنے کو ناجائز کر دیا اور تقلید
کو واجب اور فرض ٹھہرا دیا برا اور متعصب جانتے ہین باقی رہا یہ امر کہ جن علما کو ہم بھی
نیک اور پاک جانتے ہین اُنکی سب باتون کو کیون نہین مانتے اُسکا یہ سبب ہے اگر ہم
اُن کو معصوم جانتے اور اُنکو صاحب الہام سمجھتے اور ہمارا یہ عقیدہ ہوتا کہ جبرئیل اُنپر
نازل ہوتے تھے اور وہ فقہ اور احکام مسائل اُنکو بتلا جاتے تھے تو ضرور ہم اُنکے
قول اور فعل ہی کو واجب العمل جانتے مگر جبکہ ہم کسی بڑے سے بڑے مجتہد اور نیک
سے نیک عالم اور فقیہہ اور امام کے اجتہاد اور امامت پر اعتقاد رکھینگے تو پہلا کلمہ
طیب ہماری زبان سے یہ نکلیگا کہ المجتہد قد یخطی و قد یصیب تو پھر کیونکر ہم اُسکے برخلاف
اُنکو معصوم جانینگے اور معصومیت پر اعتقاد رکھنے یا نہ رکھنے کا ثبوت نہ صرف زبان کے
اقرار و انکار سے ہوتا ہی بلکہ اُس برتاؤ سے جو ہم اُنکی باتون کی نسبت کرتے ہین پس
جس نے اُن کی سب باتون کو مانا اور باوجود غلطی کے یہہ سمجھہ کر

کہ ایسا نہو کہ پیغمبر صاحب ہمسے خفہ ہو جاوین کہ تم مجتہد اور امام میری شریعت کے
مسائل بتلانے کے لیے ہوے تھے یا کہ اُسکے باطل کرنے اور اپنے مذہب
کے جاری کرنے کے لیے تم عالم اور فقیہ میری احادیث کے اوپر عمل کرانے کے
لیے ہوے تھے یا کہ اُسپر عمل کو حرام کرنے کے لیے پس اسواسطے یہہ بزرگ وار ایسے
اور لوگون کو سمجھاتے رہے مگر جسطرح پر کہ بعض لوگون نے پیغمبرون کو باوجود اُنکی
فہمایش کے خدا کا شریک کر دیا اسی طرح ان مقلدین متعصبین نے امامون کو باوجود اُنکی
تاکید اور ممانعت کے معصوم بنا دیا پس اگر وہ فرقہ اپنے پیغمبر کی ایسی جھوٹی محبت سے
قابل تعریف کے ہے تو ضرور مقلدین بھی لائق مدح وصفت کے ہین ورنہ دشمنی کا
نام دوستی اور مخالفت کا نام اطاعت رکھا ہے ۔

پس جبکہ خاص چارون امام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سب اقوال کو نہ ماننا اور اُسکی
جانچ خدا اور رسول کے کلام سے کرنا دلیل ایمان اور توحید فی صفۃ النبوۃ کی ہو تو پھر اور
علما کا کیا ذکر ہے اس لیے مسلمان کا کام ہے کہ وہ خدا اور رسول کے کلام کو مقدم
رکھے جسکے کلام کو اُسکے مطابق پاوے اوسے صحیح جانے ورنہ کالاے بدبریش
خاوند اُسکو قبول نہ کرے یہ کلام مسلمان کا نہین ہے کہ اندہا بن جاوے اور اپنی
آنکھون کو قرآن وحدیث سے بند کرلے اور اپنے کانون تک اُنکی آوازین نہ آنے
دے بلکہ اَور لوگون کے قولون کو ڈھونڈھتا پھرے کہ زید نے کیا کہا ہے عمرو نے
کیا فرمایا ہے اور بغیر ملانے قرآن وحدیث کے بغیر جانچے اُسکے اُنکی باتون کو

کہ وہ مجتہد تھے نہ معصوم اسواسطے اُن امامون نے صاف فرمادیا کہ ہم مجتہد ہین نہ معصوم والمجتہد قد یخطے وقد یصیب پس باوجود اُنکے اس کہہ دینے کے جسنے اُسکے برخلاف اُنکے سب قولون کو خطا اور غلطی سے محفوظ جانا وہ اُنکا دشمن ہے نہ پیرو۔

کوئی خوف آنحضرت کو اس سے زیادہ نرہتا تھا کہ لوگ خدا نہ سمجھنے لگین اسواسطے بار بار فرماتے تھے کہ انا عبدہ ورسولہ وانما انا بشر مثلکم اور جب کوئی ایسی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتا جس سے شرکت ساتھہ خدا کے نکلتی اُسی وقت رنگ چہرے کا متغیر ہوجاتا اور خفہ ہوجاتے اور فرماتے کہ جعلتنی للہ ندا جعلتنی للہ ندا کہ خدا کا مجھے شریک بناتا ہے تاکہ ایسا نہو کہ خدا خفا ہوجاوے کہ تم میری خدائی اور توحید کو پھیلانے گیے تھے یا کہ اپنے آپ کو میرا شریک بنانے کو پس بعینہ ان چارون امامون کو بھی کوئی خوف اس سے زیادہ اپنے اجتہاد مین نہ تھا کہ ایسا نہو کہ لوگ اُنکو معصوم جاننے لگین اور اُنکے قولون کو بمقابل احادیث کے واجب العمل جانکر حدیث کو چھوڑدین اسی واسطے بار بار اُنکی پاک زبانون سے یہی نکلتا رہا کہ المجتہد قد یخطے وقد یصیب چنانچہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ برابر یہی کہتے رہے کہ لا ینبغے لمن لا یعرف دلیلی ان یفتے بکلامی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا تادم مرگ یہی قول رہا کہ اذا صح الحدیث فھو مذھبی امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ چلا چلا کر یہہ کہتے رہے کہ لا تقلدنی ولا تقلد مالکا اور یہہ خوف ان امامون کا اسی وجہ سے تھا

عارف باللہ شیخ محی الدین ابن عربی نے فتوحات مکیہ مین لکھا ہے کہ اذا خرج الامام المهدی علیه السلام فلیس له عدو مبین الا لفقهاء خاصة فانهم لا یبقی لهم ریاسة ولا تمیز عن الائمة بل لا یبقی لهم علم محکم الا قلیلا ویرتفع الخلاف من العالم بوجود هذا الامام ولولا ان السیف بیده لافتی الفقهاء بقتله ویعتقدون فیه اذا حکم بغیر مذهبهم انه علی الضلالة فی ذالك الحکم لانهم لا یعتقدون ان اهل الاجتهاد فی زمانه قد انقطع وما بقی مجتهد فی العالم وان الله سبحانه لا یوجد بعد ائمتهم احدا له درجة الاجتهاد جسوقت امام مہدی علیہ السلام خروج کرینگے کوئی اُنکا ایسا کہلا ہوا دشمن نہوگا جیسا کہ فقیہ اور مولوی ہونگے اس لیے کہ اُنکی ریاست جاتی رہیگی اور اُن مین اور عوام مین کچھہ فرق و تمیز نرہیگی اور اُنکا حکم باقی نہ رہیگا اور اگر اس امام کے پاس تلوار نہووے تو ضرور اُسکے قتل کا فتوی فقہا دیدین اور مروا ڈالین اور جب کبھی امام مہدی موافق ان چارون امامونکے مذہب کے فتوے ندینگے تو وہ فقہا سمجھینگے کہ یہہ گمراہ ہے اس لیے کہ اُنکے نزدیک اہل اجتہاد باقی ہی نہین رہا اور اُسکا زمانہ منقطع ہوگیا اور دنیا مین کوئی مجتہد پایا نہین جاتا گویا اُنکے نزدیک خدا نے بعد اُنکے امامون کے ایسے آدمی کا پیدا کرنا بند کردیا جسکو اجتہاد کا درجہ ہو۔

حقیقت مین مقلدین جس طرح پر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیا سمجھتے ہین اپنے اپنے امامون کو خاتم الائمہ جانتے ہین اور جب امام مہدی سے امام کو ترک

مان لے اور نہ صرف ماننا بلکہ اُنکی سب باتون پر ایسا یقین کرے کہ اُسمین غلطی کا احتمال ہی نہین ہے اور باوجودیکہ خود بھی صریح حدیث سے مخالفت اُنکے قول کی سمجھ لی مگر حدیث مین شبہہ کرے لیکن اُنکے قول مین شبہہ نکرے حدیث کو تو چھوڑدے مگر اُنکی بات کو نہ چھوڑے پس اگر یہہ شرک فی صفۃ النبوۃ نہین ہے تو کیا ہے بلکہ میرے نزدیک تو شرک فی صفۃ النبوۃ سے بھی بڑھکر ہے اِس لیے کہ اگر نبی کو شریک اپنے امام کا رکھتے تو کبھی حدیث پر بھی عمل کرنا جائز سمجھتے حالانکہ منجملہ لاکھہ مسئلون کے ایک مسئلے مین بھی مخالفت امام کی اور عمل حدیث پر جائز نہین ہے اور باوجود اس عقیدے اور ایسے برتاؤ کے کیا بھلا معلوم ہوتا ہے جب مقلدین کی زبان سے یہ بات نکلتی ہے کہ ہم کیا اپنے امام کو معصوم جانتے ہین معلوم نہین کہ معصوم کے لفظ کے کیا معنی ہین۔

حقیقت یہہ ہے کہ مقلدین کا یہہ کہنا کہ جو لوگ حدیث پر عمل کرتے ہین وہ دشمن علما اور فقہا کے ہین صرف ایک دھوکا اور مغالطہ ہے تاکہ عوام کو نفرت پیدا ہو اس لیے کہ یہہ تو وہ جانتے ہین کہ علما انبیا کے وارث ہوتے ہین اور اُنہین سے لوگ ہدایت پاتے ہین تو جو لوگ اُنکے دشمن ہونگے وہ ضرور دشمن اسلام کے ہونگے حالانکہ ہم تو اُن علما کے خاک پا ہین جو کہ ورثۃ الانبیا ہین اور اُنکی زیارت کو بھی عبادت جانتے ہین مگر اُن لوگون کو جو کہ نام کے مولوی اور عالم ہین اور حقیقت مین دین کے خراب کرنیوالے اُنکے ہم دشمن ہین اور ہم کیا ہمارے آخری امام مہدی بھی اُنکے دشمن ہونگے جیسا کہ

نقص لگاتا ہے اور اُنکے ساتھہ بے ادبی کرتا ہے کہ اُن مین سے کسی نے پیغمبر صاحب
کے قول پر عمل نہ کیا اور سبھون نے خودرائی کی اور یہ کیسی بدظنی ہے کہ سارے مولوی
اور فاضل اور بڑے بڑے جو ہوے وہ تو گنہگار رہے اور غلطی پر اور ہم ثواب لوٹ لیتے
ہین حالانکہ یہ قوت اور طاقت ہمکو کہان ہے کہ ہم اُن بزرگونکے قولونکو رد کرین اور اُنکی غلطی اور خطا
نکالین پس ان باتون کے خطرات دل مین ڈالکر نفس امارہ قسم کہاتا ہے کہ خدا شاہد ہے
کہ میری اور کچھہ غرض سوائے احسان اور توفیق کے نہین ہے کہ اسی دہوکے
مین بہت سے لوگ آجاتے ہین پس ایسی باتونکو نہ ماننا اور ایسے دہوکے مین نہ آنا
چاہیے اولئك الذین یعلم الله مافی قلوبهم فاعرض عنهم وعظهم وقل
لهم فی انفسهم قولا بلیغا اور خالص متابعت کرنا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ جو
کچھہ آنحضرت لائے ہین اُسکے سامنے نہ کسی قول کو دیکھے نہ کسی کی رائے پر لحاظ کرے
کوئی کیون نہو بلکہ اول صرف حدیث کی صحت کی تحقیق کرلے پھر اگر اُسے صحت ہوجاوے
تو اُسکے معنے سمجھے جب معنی سمجھہ لے تو ہرگز اُس سے عدول نکرے گو تمام مشرق سے
لیکر مغرب تک اُس سے مخالف ہون اگرچہ ایسا کبھی ممکن نہین ہے کہ نعوذ باللہ کوئی حدیث
ایسی ہو کہ امت محمدی مین کوئی اُسکا قائل اور عامل نہو ہان یہ ممکن ہے کہ ہر کسی کو معلوم
نہو کہ کون شخص اُس حدیث کا عامل ہوا ہے یا ہے پس نہ جاننا ایسے آدمی کا جو کہ اُس
حدیث کا قائل اور اُسپر عامل ہو خدا کے نزدیک اُس شخص کے لیے حجت نہین ہوسکتی جو کہ حدیث
کی صحت پر اطمینان کرکے اور اُسکے معنی سمجھہ کر حدیث کو چھوڑے اور اُسپر عامل نہو پس جب تو

تقلید سے کافر اور گمراہ جانینگے اور واجب القتل سمجھینگے تو پھر ہم ایسے فرقے سے کیا شکایت کرین اور اپنی نسبت گمراہی اور ضلالت کے فتوے سُنکر کیون رنجیدہ ہون حضرات کو اختیار ہے جو چاہین سو کرین دین کو خود برباد کرین اور کافر اور مستحق قتل ہمکو بتاوین کیا انصاف ہے ع تو مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر۔

اب مین اُن شبہات کو جو علما کی مخالفت کے سبب سے پیدا ہوتے ہین صرف ایک محقق کے قول کو نقل کر کے دور کرتا ہون یعنی ابن قیم جسنے نہایت خوبی سے اس شبہے کو رفع کیا اور سارے خطرات کو دور کر دیا قال ابن قیم اذا جاءت ھٰذہ الی الخ + یعنی جبکہ کسی مسلمان کے نفس مطمئنہ کو اس طرف رجحان ہوتا ہے کہ وہ خاص پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کی خالص متابعت کرے تو نفس امارہ کی مزاحمت لوگون کے قولون اور رایون سے اُسکے ارادہ کے ظہور کے لیے ہوتی ہے پس نفس امارہ ایسے شبہات ڈالتا ہے جن سے کمال متابعت پیغمبر خدا کی آدمی نہ کر سکے وہ خدا کی قسم دِلاتا ہے کہ میری غرض سوائے نیکی اور احسان اور توفیق خیر کے اَور کچھہ نہین ہے حالانکہ خدا خوب جانتا ہے کہ وہ جھوٹا ہے اور اصلی غرض اُسکی یہہ ہے کہ وہ اپنی خواہشات کو پورا کرے اور متابعت کے جیلخانہ سے نہ نکلنے دے اور نفس امارہ ایسے شخص کو دھوکا دیتا ہے کہ خالص پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تبعیت کا قصد کرنا اور آنحضرت کے قول کو سب علما کی رایون پر مقدم سمجھنا گویا سارے عالمون اور تمام فقیہون کی شان مین

+ ہمنے بسبب طول ہونے کے اصل عبارت کو نقل نہین کیا صرف ترجمے پر قناعت کی ہے اور اصل عبارت دراساۃ کے صفحہ ۱۴۴ مین منقول ہے۔

ثابت ہوا کہ ان دونون مین کیا فرق ہے ایک ایسی تقلید کرنا کسی کی کہ اُسکی سب باتین
ماننا اور اُسکے قول کو نہ خدا کے کلام سے جانچنا نہ رسول کی احادیث سے ملانا بلکہ
ایک معصوم کے قول کے موافق اُسی کو قبول کر لینا دوسرے اُسکے علم اور فہم اور تفقہ سے
استعانت کرنا اور جو چراغ علم کا اُسنے روشن کیا اُس سے نور لینا پس جو مقلد ہے
اور اول قسم مین داخل وہ اُس عالم کے قول کو بلا تامل قبول کرتا ہے نہ اُس مین غور کرتا
ہے نہ کتاب وسنت کی سند سے اُس کی صحت کی تحقیق کرتا ہے اور جو محقق
ہے اور دوسری قسم مین داخل ہے وہ اُس عالم کے قول کو بمنزلہ دلیل کے سمجھتا ہے پس اگر
پہلی دلیل اُسے مل گئی تو دوسرے استدلال کی کچھ حاجت نہین جس طرح پر کہ ستارہ قبلے پر
دلیل ہے مگر جبکہ آدمی خود قبلے کو دیکھ لے تو پھر ستارہ کی حاجت نہین رہتی اسیطرح پر جب
ہمنے کسی فقیہہ یا مجتہد کے قول کو سنا تو ہمکو اُسپر عمل کرنے کی ابتدائی حجت کافی ہے مگر جب ہمکو
کوئی حدیث صحیح اُسکے موافق مل جاوے تو اُس عالم یا فقیہہ کے قول پر ہمکو کامل اطمینان
ہوگا اور سننے سے مرتبہ دیکھنے کا ہمکو حاصل ہوگا اور اگر اُسکا قول مطابق حدیث کے
نہوا یا اس سبب سے کہ وہ حدیث اُسے نہ ملی یا اس وجہ سے کہ اُسنے اجتہاد مین غلطی کی
تو ہمکو اُسکے چھوڑ دینے مین کچھ تامل نہوگا پس یہ اعتراض جو مقلدین کیا کرتے ہین کہ جو لوگ
تقلید کو واجب نہین جانتے آخر وہ بھی فقہا اور علما ہی کے قولون پر عمل کرتے ہین باطل
ہوا اس لیے کہ واجب اور جائز مین بڑا فرق ہے پس ہمارا یہ قول نہین ہے کہ علما فقہا کی
باتون کا ماننا یا اُنکے نکالے ہوے مسئلون پر عمل کرنا جائز نہین ہان ہمارا یہ عقیدہ ہے

کسی نص کو پالے تو تجھے چاہیے کہ اُسپر عمل کرا ور یہہ سمجھہ لے کہ ضرور کوئی نہ کوئی اُور بھی اِسکا قائل اور اُسپر عامل ہوگا تجھکو اُسکی خبر نہین ہوئی اور اس سے تو اُور علما کی محبت اور حفظ مراتب مین شبہہ نکرا اس لیے کہ مجتہدین اور علما سے خطا بھی ہو جاتی ہے اور اُس مین بھی اگر وہ بدنیتی ہی نہ کرین مستحق ایک اجر کے ہوتے ہین لیکن اس سے یہ لازم نہین ہے کہ اُنکے غلط قول کی تبعیت کی جاوے اور صاحب شریعت کے کھلے احکام چھوڑ دیے جاوین صرف یہ خیال کرکے کہ جن علما اور فقہا نے اس قول پر عمل نہین کیا وہ ہم سے زیادہ عالم اور بزرگ تھے اور ہمکو اُن کا سا مرتبہ حاصل نہین اس لیے کہ جن لوگون نے اُس نص پر عمل کیا ہے وہ بھی تجھہ سے زیادہ عالم تھے تو تو نص پر عمل کرنے مین کیون اُنسے موافقت نہین کرتا اور یہ تو ممکن بھی نہین ہے کہ کوئی نص موجود ہو اور کسی نے اُسپر عمل نکیا ہو بہرحال نص پر عمل کرنیوالا کبھی تنہا نہوگا اور ضرور اُسکے ساتھہ اور لوگ ہونگے پس جو آدمی علما اور فقہا کے قولون کو قرآن و حدیث سے ملاوے اور اُس سے مطابق کرے اور جنکو مخالف نصوص کے پاوے اُس سے مخالفت کرے تو ایسی مخالفت کرنیوالے کی نسبت یہ شبہہ کرنا کہ وہ اُنکا دشمن ہے یا کہ اُنکے حفظ مراتب پر خیال نہین کرتا یا اُنکو بُرا جانتا ہے بڑی غلطی ہے اس لیے کہ حقیقت مین اُنکے کلام کو خدا و رسول کے کلام پر عرض کرنا اور جو مخالف اُسکے ہو اُسے نہ ماننا اصل پیروی اور اقتدا اُن عالمون کی ہے کیونکہ اُنھون نے خود یہی کیا ہے اور ایسا ہی کرنے کو اَوُرون کو نصیحت کی ہے نہ کسی نے معصومیت کا دعوی کیا نہ اپنے قول کو نصوص پر مقدم سمجھا پس اس سے

تابعین کا یہی عقیدہ تھا پس جو مقلدین یہہ شبہہ کرتے ہین کہ اگر تقلید کے وجوب سے انکار کیا جاوے تو بہت سے علما فضلا کے اوپر نقص عائد ہوتا ہے اور انکی شان مین خلطی کی نسبت ہوتی ہے انکو یہ بھی سوچنا چاہیے کہ اگر تقلید کا وجوب تسلیم کیا جاوے اور اسکا منکر بدعتی اور فاسق اور گنہگار قرار دیا جاوے تو کل محدثین اکثر اہل تصرف اور اولیاء اللہ اور اکثر مجتہدین اور محققین کا بدعتی اور فاسق ہونا لازم آتا ہے اس لیے کہ وہ تقلید کے تارک تھے پس تعجب ہے کہ وجوب تقلید کے نہ ماننے پر تو یہہ شبہہ کیا جاوے کہ اکثر علما کی خطا ثابت ہوتی ہے اور اُس ماننے پر یہہ خیال نہووے کہ اکثر محدثین اور اولیاے کرام اور محققین کا گنہگار ہونا لازم آتا ہے پس بالفرض اگر ایک فریق کا چھوڑنا ہی لازم ہوا تو اب اختیار ہے جو چاہے تقلید مین داخل ہووے اور محدثین اور اولیا اور اہل تصوف کو چھوڑے اور جسے منظور ہو وہ حدیث پر عمل کرے اور اُس زمانے کے لوگون کو چھوڑے جو کہ عہد نبوت سے دور ہوتا گیا اور جس مین بدعت کا رواج بڑہتا گیا۔

مقلد۔ یہہ ہم نہین کہتے کہ اجتہاد امامون پر ختم ہو گیا مگر آج کل کسکو ایسا علم ہے کہ وہ امام ابوحنیفہ کے قول پر جرح کر سکے اور کسکو اُن کا سا تقوی اور بزرگی اور احتیاط ہے کہ اُنکے کلام کو نہ مانے ہان جو کوئی اُنکا سا علم اور ویسا تقوی رکھتا ہو وہ اجتہاد کرے مگر تب بھی قرب زمانہ نبوت کی فضیلت کہان سے اب کوئی پاویگا۔

غیر مقلد۔ اس دلیل سے تو آپ ہی کی تقلید باطل ہوتی ہے اس لیے کہ دوسرا

کہ وہ واجب نہین بلکہ جسکو معلوم ہو جاوے کہ خدا کا فلان امر مین یہ حکم یا اُسکے رسول نے فلان معاملے کی نسبت ایسا فرمایا ہے تو بمقابل اُسکے دوسرے کا اتباع جائز نہین اسلیے کہ خدا و رسول کے حکم کے سامنے دوسرے کا کچھہ حکم نہین علاوہ برین اُن مجتہدین اور ائمہ نے جنکے قول کے اتباع کی نسبت یہ ساری بحث ہے خود بھی تو یہ دعوی نہین کیا کہ جو کچھہ ہم کہتے ہین وہی حکم خدا اور رسول کا ہے بلکہ وہ صاف کہتے رہے ہین کہ ہم اجتہاد کرتے ہین ہمارے اجتہاد اور رائے کو جو چاہے مانے جو چاہے نہ مانے بلکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا خود یہ قول ہے کہ جو شخص میری رائے سے بہتر رائے دے مین خود اُسکو قبول کرنے پر آمادہ ہون اور نیز اگر اُن ائمہ و مجتہدین کا قول وہی ہو تا جو کہ خدا اور رسول کا قول ہے تو اُنکے خاص شاگردون کو اُسنے مخالفت کرنا جائز نہوتا جس طرح پر کہ اصحاب کو پیغمبر کے قول سے مخالفت جائز نہین ہے فقط انتہی"۔

یہ قول ابن قیم کا جو ہمنے نقل کیا مقلدین کے سارے اعتراضات کا جواب ہے اور اس سے اُنکے کل شبہات رفع ہوتے ہین پس باوجود اسکے بھی اگر کوئی تقلید کو واجب کہے اور اُسکے واجب نہ کہنے والے کو دشمن اسلام کا اور بدعتی جانے اُسکے حق مین بجز اسکے کہ دعاے خیر کی جاوے کیا کہا جاوے ۔

پس بفرض محال اگر عدم وجوب تقلید پر کوئی عالم بھی ہمارے ساتھہ متفق نہوتا اور سب اُسکے وجوب ہی کے معتقد ہوتے تب بھی ہمارا اُس سے انکار کرنا خرق اجماع نہتا کہ اُسکے عدم وجوب پر ہزارہا علما کا اتفاق ہے بلکہ سارے صحابہ کل تابعین تمام تبع

کو استخراج کرے۔

غیر مقلد۔ کیا آپ کے نزدیک احادیث کی کتابین فقہ کی کتابون سے بھی زیادہ مشکل ہین اور کیا اصول حدیث کے اصول فقہ سے بھی زیادہ دقیق ہین اور کیا احادیث کو اگلے لوگ جمع نہین کر گیے اور کیا اُنکے اقسام ضعیف وحسن وغیرہ کو جدا جدا نہین کر دیا اور کیا موضوعات کو صحاح سے علٰحدہ نہین کر دیا اور کیا جو اختلاف احادیث مین ہے اُسکی تطبیق محدثین نے ابتک نہین کی ہے حقیقت یہہ ہے کہ جسقدر تحقیقات احادیث کی محققین نے کی ہے اور جسقدر زیادہ احادیث پر عمل کرنے کا اِس وقت موجود ہے اور جیسی آسانی اُس مین ہے اُسکا کچھہ بیان نہین ہو سکتا اگر کوئی شخص فقیہ بننا چاہے تو جسقدر محنت اور دقت اُسکو ہوگی اُنکی محنت اور دقت علم حدیث کے سیکھنے پر نہوگی پس تعجب ہے کہ ہدایہ اور مبسوط وغیرہ جنکا سمجھنا بغیر اصول منطق اور قواعد فلسفہ کے دشوار ہو آپ سمجھہ سکین اور روایات مختلفہ کو جمع کر کے مسائل فقہی کو نکال لین اور پھر باینہمہ اختلاف مسائل فقہیہ کا رفع نہو بلکہ قطع نظر اس اختلاف کے جو چارون مذہب مین ہے ہر مذہب مین صدہا مسائل اختلافی موجود ہون اور صاف اور کھلی ہوئی حدیثون کا سمجھنا آپ کے نزدیک مشکل ہو اور اُنکا اختلاف رفع کرنا اور اُسپر عمل کرنا آپ کے نزدیک محالات اور ممتنعات سے ہوا اور ساری حدیث کی کتابین اور اُنکی شرحین اور محدثین کی تحقیقاتین عبث ہون اس لیے کہ اُنکو نہ کوئی سمجھہ سکتا ہے نہ اُسپر عمل کر سکتا ہے پس حدیث کی کتابین سوائے اسکے کہ واسطے تبرک اور برکت کے دوہرے کپڑے مین غلاف کے اندر رہین اور کبھی کسی

فریق بہی کہہ سکتا ہے کہ ائمہ اربعہ بھی پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کے اصحاب کرام کے ہمرتبہ نہ تھے اور مہاجرین و انصار مین داخل نہ تھے پس چاہیے تہا کہ وہ بہی اصحاب کرام کے اقوال مین جرح و تعدیل نہ کرتے اور کسی ایک صحابی کے سارے قولون کو تسلیم کر لیتے پس جبکہ مجتہدین نے اصحاب نبوی کے قولون مین جرح و تعدیل جائز رکہی اور حضرت ابوبکر صدیق سے یار غار اور حضرت عمر فاروق سے فقیہ اور حضرت علی سے عالم جنکی فضیلت مین آیتین بہی نازل ہوئین اور جنکی شان مین پیغمبر خدا نے حدیثین بہی فرمائی ہین اور جنکی ہجرت اور نصرت کی خدا نے تعریف بہی کی باوجود اسکے تیسرے طبقے کے اس امر کے مجاز ہون کہ وہ ایسے اصحاب جلیل القدر کے قولون مین سے جسکو مطابق کتاب و سنت کے پاوین اُسے لین اور جسکو مخالف پاوین اُسے چہوڑ دین اور ترک کرین اور اس سے اُنکی نسبت یہہ شبہہ نہو کہ وہ اصحاب کی بزرگی کے معتقد نہ تھے جو اُنکے قولون سے انکار کرتے تھے اور بعد ائمہ اربعہ کے جو زمانہ آوے اُس مین کوئی اُن ائمہ کے اقوال مین جرح و تعدیل کرنیکا مجاز نہو اور سب کو کسی ایک امام کے منجملہ چار امامون کی تقلید واجب ہووے اور جو واجب نہ جانے اُسپر یہ الزام لگایا جاوے کہ وہ اُس امام کی بزرگی کا منکر ہے یہ ایک نہایت حیرت کی بات ہی۔

مقلد۔ اگر حدیث پر عمل کیا جاوے تو آج کل کسکو طاقت ہے کہ وہ تمام احادیث کو جمع کر کے ناسخ و منسوخ مین تمیز دے اور قوی اور ضعیف کو جدا کرے اور اُس سے مسائل

سنی آنکہ کار سنت کند و رافضی آنکہ ترک سنت کند۔

مقلد۔ پس تم بدعتی و رفاسق ہو بلکہ کافر جو تقلید کو واجب نہین جانتے ہو تمہارے کفر کا فتوی لکھا جاویگا اور تمہارا کھانا پینا بند ہوگا تاکہ آیندہ پھر کوئی دین کو برباد نکرے اور مذہب مین فتنہ و فساد نہ کھڑا کرے۔ **غیر مقلد**۔

من ازان حسن روز افزون کہ یوسف داشت دستم	کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد زلیخا را

سنو ہم تو اوسی روز سے آپ کے کفر کے فتوے کے منتظر ہین جب سے ہمنے قرآن و حدیث کو اپنا متمسک بنایا اور زید و عمر و کو چھوڑا اور پابندی رسم کی ترک کی حضرت خدا کے نزدیک کافر ہونا چاہیے وہ اگر ہمارے کفر کا فتوی دے تو البتہ ہمکو نقصان ہے ورنہ اگر دنیا کے سارے بندے ہمکو کافر کہین اور خدا کے ساتھ ہمارا معاملہ راست ہو اور اُسکے پیچھے اور اُسکے رسول کے پیچھے ہم کافر بنائے جاوین تو اس کفر پر ہمارے ہزار ایمان قربان اور ہزار اسلام صدقے ہین اور بڑے بڑے امام اور اچھے اچھے ولی اور نامی نامی محقق ہمارے اس کفر کے شریک ہین اور یہ آپ کا فرمانا کہ اگر ہم ایسا نکرین تو دین برباد ہو جاوے موجب صد ہزار حیرت ہے کہ حدیث پر عمل کرنے مین دین کی بربادی کیا ہوگی اگر آپ کے نزدیک حدیث پر عمل کرنے سے دین برباد ہوگا تو وہ دین جسکا مدار سوائے قرآن و حدیث کے اور کسی پر ہو اُسکا برباد ہی ہونا بہتر۔

قول فیصل بہ نسبت تقلید و عمل بالحدیث کے

بعضون کو یہ شبہہ ہوتا ہے کہ اگر تقلید چھوڑ دی جاوے تو حدیث پر کیونکر عمل کیا جاوے اور جو اختلاف احادیث مین ہے وہ کیونکر رفع کیا جاوے آخر تقلید چھوڑنے پر بھی ہمکو اجتہاد کرنا پڑیگا اور

فقہی مسئلے مین اُن پر رجوع نہ کی جاوے آپ کے کسی کام مین نہین آسکتین اور استخراج مسائل کے
لیے آپ اُن سے کچھہ کام نہین لیتے اگر لیتے ہو تو ذرا مہربانی کرکے بتلاؤ کہ کسی فتوے مین خلاف
اقوال فقہا کے کوئی مقلد حدیث کی بھی سند لایا ہے اگر لایا ہو تو پیش کرو ھاتوا برھانکم ان کنتم
صادقین اگر آپ غور کرین اور اپنے علما کے اقوال پر نظر کرین تب آپکو معلوم ہو کہ فقہا نے احادیث
کی کیسی قدردانی کی ہے مین اپنی اس قول کی تائید مین صرف ایک فقیہ کے کلام کو نقل کرتا ہون وہ
فرماتا ہے † کہ اعلم ان اصول الفقہ فرع لعلم اصول الدین واکثر التصانیف فی اصول
الفقہ لاھل الاعتزال المخالفین لنا فی الاصول واھل الحدیث المخالفین لنا فی
الفروع ولا اعتماد علی تصانیفھم یعنی اکثر تصانیف اصول فقہ کی معتزلہ کی ہین جو اصول
مین ہمارے مخالف ہین یا اہل حدیث کی ہین جو فروع مین ہمارے مخالف ہین اور اُنکی تصانیف پر کچھہ
اعتبار نہین ہے پس مقلدین نے گویا اہل حدیث کا ایک فرقہ علحدہ تصور کیا اور اُنکی تصانیف کو
اعتبار کے لائق نہ جانا پس نہایت افسوس کا مقام ہے کہ تقلید کی وجہ سے اہل حدیث ائمہ سنت سے
خارج کردیے جاوین اور اُنکی تصنیفات پر صرف اسی قصور مین کہ وہ فقط حدیث پر یعنی پیغمبر صاحب
کے قول کو مانتے ہین اعتبار نہ کیا جاوے مین حیران ہون کہ اگر اہل حدیث ہی ائمہ سنت سے
خارج ہون تو پھر دوسرا کون ہے جو سنی ہو سکے سچ کہا ہے مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب نے اپنے
ایک رسالے مین جو جواز مین اشارے کے لکھا ہے کہ بالجملہ بدلیل بالکل کسی مخالفت پیغمبر خدا کردن و خلاف
امام مذہب فتن و باوجود آن خود را سنی پنداشتن جز جہل و نادانی و یا تعصب نفسانی چیزی دیگر نباشد

† دیکھو کشف الظنون مطبوعہ کے صفحہ ۸۹ کو۔

چلے اور جسکے قول کو معتبر اور اچھا جانے اُسکو اختیار کرے اور یہی مطلب ہمارا ہے اور یہ غرض ہماری نہین ہے کہ کسی امام اور کسی فقیہ اور کسی مولوی کے کسی قول کو نمانے اور ہر شخص عامی ہو یا خاص عالم ہو یا جاہل وہ ہر مسئلے مین اپنا ہی اجتہاد کرے اور سارے جزئیات خود ہی کتاب و سنت سے نکالے

پس افسوس ہے اُن لوگون پر کہ جو باوجود علم و فضل کے یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ چارون مذہب مین سے کسی مذہب کی پابندی ترک کرنی اور دوسرے امام کے مذہب پر عمل کرنا یا چارون مذہب کو چھوڑکر حدیث پر عمل کرنا یا اجتہاد کرنا جائز ہی نہین ہے اس لیے کہ حقیقت مین یہ قول ایک نیا حکم شریعت کا ہے اور جسکا قائل اپنے آپ کو صاحب شریعت ہونیکا دعوے کرتا ہے طحطاوی مین ایک بڑے فقیہ صاحب کمال کا قول لکھا ہے کہ المنتقل من مذہب الی مذہب باجتہاد و برہان اثم یستوجب التعذیر فبلا اجتہاد و برہان اولی اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ باوجود اجتہاد و برہان کے ایک مذہب کا چھوڑنا اور دوسرے مذہب کا اختیار کرنا جائز نہین ہے بلکہ گنہگار ہے اور ایسا کرنیوالا واجب التعذیر مگر افسوس ہے کہ اس قول کے کہنے والے نے یہ خیال نکیا کہ وہ خدائے تعالی کو قیامت کے دن کیا جواب دیگا اور اپنی طرف سے فہرست مین گناہون کی ایک گناہ بڑہا دینے پر کیا دلیل پیش کریگا سچ یہ ہے کہ اگر ایسی ایسی باتین یہ لوگ نہ لکھ جاتے اور ان ہمکیون سے جاہلون کو نہ ڈراتے تو تقلید کا ایسا زور شور کیونکر ہوتا اور حدیث پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا پر عمل کرنا کیونکر چھوٹتا و ما سعادۃ الدارین الا بالاعتصام بہ۔

ان لم یکن فی معادی اخذ بیدی	فضلا و الا فضل یازلۃ القدم		

سارے جزئیات مسائل کا حدیث سے نکالنا ممکن نہوگا تو جب چار عمدہ اور اچھے مامون کے مذہب کو چھوڑنا اور ایک نیا مذہب کہڑا کرنا نادانی ہے اس لیے یہ قول فیصل جو محققین علما لکھہ گیے ہین ہم بھی لکھتے ہین۔

یہہ امر خیال کرنا کہ منجملہ مذاہب اربعہ کے کسی مذہب کے مسائل پر عمل کرنا جائز نہین ہے غلطی ہے بلکہ ہمارا قول صرف یہ ہے کہ تقلید کو واجب جاننا اور اُسکی اسطرح پابندی کرنا کہ ایک امام کے مقلد کو دوسرے امام کے کسی مسئلے پر عمل کرنا یا اپنے امام کے کسی قول کو صریح مخالف حدیث کے پاکر اُسکا ترک نکرنا یا کسی مسئلے مین اجتہاد کی طاقت کہکر اجتہاد نکرسکنا غلطی ہے اور یہہ اگلے لوگون کے طریق کے خلاف ہے بلکہ چارون امامون مین سے کسی کے قول کو ماننا یا اُنکے استخراج کیے ہوے مسائل پر عمل کرنا نہایت ہی بہتر ہے اور آج کل تو نہایت ہی مناسب اور ضرور ہے اور عامیون کو تو سواے اسکے کچھہ چارہ نہین لیکن چند شرائط سے۔

اول جائز ہونا اجتہاد کا اور ترک تقلید کا اگر کوئی شخص ایک مسئلے مین بھی اجتہاد کرسکے۔

دوسرے چھوڑ دینا کسی قول کا جبکہ کسی حدیث صحیح صریح سے مخالفت اُسکی ثابت ہوجاوے اور اُس حدیث کا کہ منسوخ ہونا یا یہ ثبوت کو پہونچے۔

تیسرے نہ اعتقاد رکھنا اس امر کا کہ ایک امام کے مقلد کو دوسرے امام کے قول پر عمل کرنا جائز ہے۔

چوتھے مقدم رکھنا احادیث اور اصول احادیث کو قیاس اور قواعد مقررہ اصولی پر۔

پس ان چارون شرطون کے ساتھہ ہر شخص کو اختیار ہے کہ جس امام کے مذہب پر چاہے

مین اب اس مضمون کو ختم کرتا ہون اور اسی بحث کے متعلق مین اور کچھہ لکھونگا اور اُن اقوال کو
جو مقلدین تقلید کی نسبت بیان کیا کرتے ہین مفصل لکھکر اُسکا جواب دونگا اور جو کچھہ شرح
سفر السعادۃ اور تفسیر احمدی وغیرہ مین لکھا ہے اُسکو بجنسہ نقل کرکے اُس جواب سے سبکو آگاہ کرونگا
جو محدثین اور مجتہدین نے بنسبت اُسکے دیا ہے اور علاوہ اُسکے سارے شبہات اور اعتراضات کو
مقلدین کے نہایت خوبی سے بیان کرکے اُسکی بُرائی بھلائی کو ظاہر کرونگا افسوس ہے کہ مضمون
بڑا اور رسالہ چھوٹا کیونکہ جو کچھہ دلمین ہے اُسے لکھون مگر خیر ابتو اسپر ختم کرتا ہون اور جو رہگیا ہے اُسے
دوسرے رسالہ مین لکھونگا۔

مجھے اپنے بھائیون سے امید ہے کہ دیکھتے ہی خفا نہو جاوین اور ہر فقرے پر گالی دینا اور بُرا کہنا
شروع نکرین بلکہ اول ذرا دلکو ٹھنڈا کرین اور غور سے دیکھین اور پھر انصاف کرین اسلیے کہ یہ جو کچھہ لکھا گیا وہ صرف
مجتہدین و محققین کے اقوال کی نقل ہے نہ فقط کاتب کی رائے اور وہ اقوال بھی محدودنہین اور جو کچھہ لکھے گیے
اُسی پر ختم نہین بلکہ صرف بطور نمونے کے ہین اور مثل اُسکے صدہا اقوال بڑے بڑے محققون کی اُسکی تائید
مین ہین اگر صرف ہماری ہی رائے ہوتی تو ہم مستحق عتاب اور قابل ملامت کے تھے جبکہ ہم نقل کرنیوالے
اور جمع کردینے والے اُنکے قولونکے ہین تو حضرت جو کچھہ ارشاد فرماوینگی اول بزرگونکی ارواح پر اُسکا اثر ہوگا
پیچھے ہمارے اوپر اور ہم تو اپنی عزت اسی مین سمجھتے ہین کہ خدا اور اُسکے رسول کی پیچھے لوگ ہمسے
دشمنی رکھین اور ہمکو عمل بالحدیث کی سبب سے کافر کہین اور ہم بھی اپنے سچے خدا اور سچی رسول سی مضمون
اس مصرعہ کا ع عالم تمام دشمن جان شد برای تو پیش عرض کرین اے بھائیو ان سب باتونکو غور سے دیکھو
اور انصاف کرو تلک ایات اللہ نتلوھا علیک بالحق فبای حدیث بعد اللہ وایاتہ یؤمنون

تمت